امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ حضرت مولانا زبیر احمد قاسمی
■ خطبات جمعہ
■ ایک نئے کذاب کا فتنہ
■ اتحاد امت اور اسکی حقیقی بنیادیں
■ ہندوستان میں آئی ایس آئی ایس
■ ہفتہ رفتہ، اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 57/67 شمارہ نمبر 03 مورخہ ۱۴؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۱؍ جنوری ۲۰۱۹ء روز سوموار

بین السطور

حسین جھانسہ

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

انگریزی میں ایک مرکب لفظ ہنی ٹریپ (Honey Trap) ہے ہنی کے معنی میٹھا اور ٹریپ کے معنی جھانسہ کے آتے ہیں، لفظی ترجمہ تو میٹھا جھانسہ ہوتا ہے، لیکن اردو میں اس کا مفہوم حسین جھانسہ سے بہتر طور پر ادا ہوتا ہے، یہ حسین جھانسہ انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا میں زیادہ رائج ہے، پروفائل میں کسی خاتون کی لبھانے والی تصویر دیکھ کر دل پھینک جوان اس کی طرف راغب ہوتے ہیں، چیٹنگ کرتے ہیں، راہ و رسم بڑھتی ہے، بڑھتی چلی جاتی ہے، ایک دوسرے کے معاملات مسائل سے واقفیت کر لیتے ہیں دوسرے سرے پر کون بیٹھا ہے اور اس گفت وشنید اور چیٹنگ سے اس کے کیا مقاصد ہیں، اس کا علم عموماً نہیں ہوتا ہے، کوئی بہت زیرک اور دانا ہو تو ممکن ہے کہ اس کی پہونچ اصلیت تک ہو جائے، لیکن ایسے دانا، بینا لوگ سماج میں کم ہیں، زیادہ لوگوں کا شعور اس قدر بالیدہ نہیں ہے، اس لیے لوگ جھانسے میں آجاتے ہیں، اور نقصانات اٹھانے پڑتے ہیں۔

عام آدمی کا اس قسم کے جھانسے میں آنا زیادہ نقصان دہ نہیں ہوتا، لیکن جب وہ لوگ اس جھانسے میں آجائیں جن کا کام ملکی تحفظات سے جڑا ہوا ہو تو یہ معاملہ انتہائی سنگین ہو جاتا ہے، اس سے ملک کی سالمیت اور تحفظات کو خطرات لاحق ہوتے ہیں، ماضی میں اس قسم کے خوبصورت جھانسوں کے شکار بی اس اف کے جوان، فضائی افواج کے گروپ کمانڈر، فوج کے صوبیدار، اسٹور روم کے محافظ وغیرہ ہو چکے ہیں۔

تازہ واقعہ راجستھان کے ایک فوجی جوان سوموِیر کا ہے، اس کا رابطہ سوشل میڈیا کے ذریعہ آنیکا چوپڑہ نامی ایک خاتون سے ہو گیا، اس نے جذبات کی رو میں بہہ کر اپنی یونٹ کی بعض اہم جانکاریاں اور جائے وقوع تک اسے بتا دیا، یہ ایک فرضی اکاؤنٹ تھا، جس کی ڈور کراچی میں بیٹھے آئی اس آئی والوں کے ہاتھ میں تھی، اس طرح یہ معلومات پاکستان کی خفیہ ایجنسی تک پہونچ گئیں، اڑتی پڑتی خبر یہ بھی ہے کہ ہندوستانی افواج کے پچاس سے زیادہ افراد اس قسم کے خوبصورت جھانسے میں پھنسے ہوئے ہیں، ظاہر ہے یہ بڑی خطرناک بات ہے، فوج کے علاوہ دوسرے لوگ بھی اس قسم کے جھانسے کا شکار ہیں، اور ہندوستان کی خفیہ ایجنسی بعض واقعات کی روشنی میں اس نتیجے پر پہونچی ہے کہ دہشت گردوں کی ذہن سازی اسی طریقے سے کی جاتی ہے اور جب ذہنی طور پر تیاری مکمل ہو جاتی ہے تو انہیں تخریب کاری کے لیے میدان میں اتار دیا جاتا ہے۔

ان اطلاعات نے ایک بار پھر یہ سوال کھڑا کر دیا ہے کہ کیا ملک کے حساس محکموں میں کام کرنے والوں پر سوشل میڈیا اور اسمارٹ فون کے استعمال پر پابندی لگا دی جائے، فوج کے سربراہ جنرل وپن راوت اس کے خلاف ہیں، ان کا کہنا ہے کہ اطلاعاتی تکنیک کے اس انقلابی دور میں سوشل میڈیا سے دور رہنے کے لیے کسی کو کس طرح کہا جا سکتا ہے؟ البتہ سوشل میڈیا کے صحیح اور بہتر استعمال کی طرف جوانوں کو متوجہ کیا جانا چاہیے، واقعہ یہ ہے کہ اس انقلابی دور میں سوشل میڈیا کے غلط استعمال کو روکنے کے لیے بھی قدم بڑھانے ہوں گے اور اس کو اپنی ترجیحات میں شامل کرنا ہوگا، کچھ ایسے اصول وضوابط بھی وضع کرنے چاہیے جس سے اس قسم کے معاملات پر روک لگائی جا سکے، البتہ اس کے حل کے لیے کسی ایجنسی کو سارے کمپیوٹر کھنگالنے کی اجازت دینا مناسب نہیں ہے، اس سے رازداری کے بنیادی حقوق پر حرف آتا ہے، جو صحیح نہیں ہے، البتہ یہ ممکن ہے کہ صارفین کو اس قسم کے جال میں پھنسنے سے بچاؤ کی تکنیک کو فروغ دیا جائے، اور انٹرنیٹ استعمال کرنے والوں کو تحفظ فراہم کرایا جائے، اس کے لیے تربیتی نظام کے ذریعہ بیداری لانا بھی ضروری ہے، تبھی ہنی ٹریپ سے محفوظ رہنا ممکن ہو سکے گا۔

اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں تو اس قسم کی چیٹنگ جو کسی غیر محرم سے کیا جائے، درست نہیں، کیوں کہ یہ فحاشی اور عیاشی کو فروغ دیتا ہے، اور اسلام اسے پسند نہیں کرتا، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ جو لوگ اس قسم کی فحاشی کو پھیلاتے ہیں ان کے لیے دنیا وآخرت میں دردناک عذاب ہے، دنیاوی عذاب تو سب کے سامنے ہے کہ نوکری چلی جاتی ہے، جیل کی صعوبتیں برداشت کرنا ہوتی ہیں اور ذلت ورسوائی اس پر مستزاد ہے، اور آخرت کے عذاب کی سختی اس سے کہیں زیادہ بڑھی ہوئی ہے، اس لیے ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس قسم کے واقعات کے سد باب کے لیے کوشاں ہوں، اس کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ اپنے متعلقین پر نگاہ رکھی جائے کہ وہ اس قسم کے جال میں نہ پھنسیں۔

لیٹ لطیف

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

ہندوستانی عوام کو اس وقت جن پریشانیوں کا سامنا ہے، ان میں ایک بڑی پریشانی لیٹ لطیفی کی ہے، یعنی بر وقت کسی کام کا نہ ہونا، اس پریشانی کی وجہ سے کتنوں کی موت ہو جاتی ہے، کتنوں کی نوکری چھوٹ جاتی ہے، کتنوں کو ڈانٹ اور جھڑکیاں سننی پڑتی ہیں، گویا یہ ایک مسئلہ کتنے مسائل کو جنم دیتا ہے، تو کیوں نہ ہم اسے ام المسائل کہیں، ام الامراض، نزلہ، زکام، قبض اور شوگر کو کہا جاتا رہا ہے، اور یہ اصطلاح عام ہے، ام المسائل کی اصطلاح رائج نہیں ہے، لیکن رائج ہونے میں وقت ہی کتنا لگتا ہے۔

آپ ایک ٹرین پر سوار ہوئے، صبح سویرے اسے منزل پر پہونچا دینا تھا، دس بجے آپ کو دفتر پہونچنا تھا، لیکن وہ دس گھنٹے لیٹ ہو گئی، آپ وقت پر دفتر نہیں پہونچ سکے، دفتر کا حرج ہوا، اور آپ کے نام پر اس دن لال روشنائی لگ گئی، عام معاملات میں سیاہی اور کالکھ کو خراب سمجھا جاتا ہے، لیکن ملازمت میں وہی سرخی آپ کا سارا کھیل بگاڑ دیتی ہے، جسے آپ عموماً خوشی کے موقع سے استعمال کرتے ہیں، آدمی بیمار پڑا، امبولنس بلائی گئی، اس نے آنے میں ایک گھنٹہ لیٹ کر دیا اور مریض دوسری دنیا کے سفر پر روانہ ہو گیا، آپ نے ہوائی جہاز کا سفر وقت کی بچت کے لیے کیا تھا، آرام سے جلد از جلد پہونچنے کے لیے کیا تھا، لیکن وہ دو گھنٹے لیٹ ہو گیا، آپ کا سارا کام خطرے میں پڑ گیا، آپ کو بار بار ایر پورٹ پر اس تاخیر پر ''کھید'' ہے، سنایا جا رہا ہے، لیکن اناؤنسر کا ''کھید'' آپ کے وقت کی حفاظت نہیں کر سکتا اور آپ کا بگڑا کام نہیں بنا سکتا، ذکر ہوائی جہاز کا نکل گیا تو یہ بھی جان لیں کہ گذشتہ سال برٹش ایوئیشن انٹلی جنس فرم نے پانچ سو تیرہ ہوائی اڈوں کا سروے اس نقطۂ نظر سے کیا کہ ہوائی اڑانیں کن ملکوں میں وقت کی پابندی کے ساتھ ہوا کرتی ہیں، تو افریقی عرب ملک تیونیشیا کی راجدھانی تیونس لیٹ لطیف ہونے میں آخری پائیدان پر تھا یعنی اس کا نمبر ۵۱۳ تھا، اس سے ۴؍ پائیدان اوپر ۵۰۹ پر ممبئی تھا، حیدرآباد، چنئی، بنگلور کولکاتہ، دہلی نے علی الترتیب ۲۴۶، ۲۵۵، ۲۶۲، ۲۷۰، اور ۲۵۱ نمبر پر جگہ پائی، یعنی وقت کی پابندی کے اعتبار سے کم از کم ہم دوسروں سے ۲۴۵ نمبر پیچھے ہیں، اس معاملہ میں قابل تقلید اگر کوئی ملک ہے تو جاپان اور امریکہ ہے، جاپان کے دو ہوائی اڈے ''اڈون گویا کوماکی'' اور سپورو اوکاڈما'' اول اور تیسرے نمبر پر رہے، رینکنگ میں امریکہ کا ہوائی اڈہ دوسرے نمبر پر رہا۔

یہ معاملہ ہندوستان میں ریل، بس اور ہوائی جہاز ہی تک محدود نہیں ہے دفاتر میں کام کرنے والے خصوصا سرکاری دفاتر کے کارندے اور افسران عموماً لیٹ رہتے ہیں، ہمارے یہاں کے بعض دفاتر کا سلوگن مشہور ہے کہ ''بارہ بجے لیٹ نہیں، تین بجے کے بعد بھینٹ نہیں'' اور اگر ٹوک دیجئے تو بڑے مخصوص لہجے میں کہیں گے ''میں دیر کرتا نہیں، دیر ہو جاتی ہے'' کیوں ہو جاتی ہے؟ وقت سے پہلے چلیے، مارجنگ لے کر چلیے، جانتے ہیں کہ ٹرینیں لیٹ ہوتی ہیں، بسیں سواری بھرنے کا انتظار کرتی ہیں تو تھوڑا پہلے ہی چل دیجئے، دور دراز سے دفتر کھلنے، فرصت ختم ہونے یا تعطیل کی مدت کے بعد آرہے ہیں تو ایک روز پہلے آجائیے، بعض لوگ دفتر احاطہ میں آنے کے بعد بھی گپیں لڑاتے رہیں گے، اور حاضری بنانے دیر میں پہونچیں گے، یہ بھی قابل اعتراض عمل ہے۔

وقت کو سونے سے زیادہ قیمتی کہا گیا ہے، گیا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا، جو وقت کی قدر نہیں کرتا وہ خود اپنی ناقدری کا شکار ہو جاتا ہے، مسلمانوں کے لیے یہ معاملہ دوسروں سے زیادہ اس وجہ سے اہم ہے کہ اس پر نماز وقت کی پابندی کے ساتھ فرض ہے، روزہ شروع کرنے اور افطار کے اوقات متعین ہیں، زکوٰۃ کی ادائیگی بھی حولان حول یعنی سال گذرنے پر ہے، حج کی ادائیگی کے لیے بھی پانچ دن اور اوقات مقرر ہیں، جس امت کو اس قدر وقت کی پابندی کے ساتھ ارکان کی ادائیگی کرنی ہے، وہ بھی وقت کی پابندی نہ کرے اور عملی طور پر لیٹ لطیف ہو جائے تو یہ انتہائی افسوس کی بات ہے، **یلیت قومی یعلمون** کاش کہ میری قوم اس بات کو سمجھ لیتی۔

باہمی موافقت

''حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہمارے اندر استقامت ہو اور ہم باہمی موافقت کے ساتھ تحفظ شریعت کا سفر طے کریں، ہم وحدت کلمہ کی بنیاد پر اپنے آپ کو متحد رکھیں، اپنی صفوں میں شگاف نہ آنے دیں اور ہر طرح کے انتشار اور بکھراؤ سے اپنے آپ کو بچائیں، اس وقت فاسشٹ طاقتیں پوری قوت کے ساتھ مسلمانوں میں اختلاف اور انتشار پیدا کرنے کے لئے کوشاں ہیں، اس کے لئے سیاسی ہتھکنڈے بھی استعمال کئے جا رہے ہیں اور مذہبی اختلافات کو بھی ہوا دی جا رہی ہے، ہم آپ سے.... درخواست کرتے ہیں کہ خدارا اس سازش کو سمجھیں'' (حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ)

بلا تبصرہ

''سرکاروں کے ذریعہ سی بی آئی کے غلط استعمال کی ایک یا دو نہیں، بہت ساری مثالیں ہیں، بے شک اسے لے کر سرکاروں پر انگلی اٹھائی جانی چاہیئے، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ بار بار سی بی آئی ایک ایسا ادارہ ثابت ہوئی، جس نے اپنا غلط استعمال ہونے دیا اور تازہ معاملہ میں سی بی آئی کے اعلیٰ ذمہ داروں پر بدعنوانی تک کے الزامات لگ گئے، یہ الزام کہیں باہر سے نہیں آئے، بلکہ اس کے ذمہ داروں نے ایک دوسرے پر لگائے، اس لئے تازہ معاملہ سے بھی بڑا مسئلہ سی بی آئی کی ساکھ کو بحال کرنے کا ہے۔'' (ہندوستان ۹؍ جنوری ۲۰۱۹ء)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

کامیاب زندگی کی بنیادی شرط:

﴿ کیا تمہارا خیال تھا کہ ہم نے تم کو بے مقصد پیدا کیا ہے اور تم ہمارے پاس واپس لائے نہیں جاؤ گے ﴾ (سورہ مومنون:۱۱۵)

مطلب: اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام مخلوقات کو کسی نہ کسی مقصد کے لیے پیدا فرمایا ہے، چرند و پرند، حجر و شجر تمام چیزوں کی تخلیق با معنی ہیں، یہ بے معنی نہیں ہیں، سورج، چاند وستارے کو روشنی دینے اور زمین کو فرش بنا کر چلنے پھرنے اور پیڑ پودوں سے سبزہ زار بنائے رکھنے کے لیے پیدا کیا، خالق کائنات نے دنیا کو ہر جہت سے مزین اور خوشگوار بنایا اور اس میں انسانوں کو سب سے افضل واشرف بنایا؛ تا کہ وہ ان اشیا سے فائدہ اٹھائے اور اپنی زندگی کو اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری، عبادت وبندگی میں گذارے، یہی کامیاب زندگی کی بنیادی شرط ہے، جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم حشرات الارض کی طرح کھا کر اور زندگی گذار کر مٹی ہو جائیں گے، وہ اس غلط فہمی کو اپنے دل سے نکال باہر کریں، اللہ رب العزت نے واضح الفاظ میں فرمایا کہ کیا انسان یہ خیال باندھتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں جمع نہ کریں گے، ہاں ہاں ہمیں تو اس پر قدرت ہے کہ اس کا پور پور درست کریں گے۔ (سورہ قیامہ) جس کی قدرت یہ ہے کہ جب انسان کچھ نہ تھا اس کو وجود بخشا، اس کے اعضا درست کئے، سننے دیکھنے بولنے کی طاقت عطا کی، جو پہلی بار پیدا کر سکتا ہے تو پھر دوبارہ پیدائش میں شبہ کیا؛ اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی کہ تم اس دنیا میں رہو؛ مگر یہ سمجھ کر کہ تم یہاں ایک ذمہ دار امت کی حیثیت رکھتے ہو، ایک وقت آنے والا ہے، یہاں تمہارے ایک ایک کام کا حساب وکتاب دینا ہوگا، اس کے نامہ اعمال میں چھوٹی بڑی تمام چیزیں درج ہوں گی، کوئی ادنی بات بھی چھوٹنے نہ پائے گی اور اسی حساب کے بعد دائمی زندگی ملے گی؛ اس لیے دنیا میں رہ کر دوسری دنیا سے غافل نہ ہونا۔

جب تک آخرت کے مسئلہ پر یقین نہ کر لیا جائے، اس وقت تک انسان کی کائنات دل میں انقلاب برپا نہیں ہوسکتا۔ قرآن مجید نے اسی وجہ سے بار بار آخرت کے عقیدے پر زور دیا اور مختلف پیرایہ میں اسے ذہن نشین کرنے کی سعی کی ہے؛ تا کہ مومن بندے گناہ اور نافرمانی پر ندامت وشرمندگی کے آنسو بہائیں اور دل میں اللہ کا خوف پیدا کریں؛ اس لیے اگر مسلمان کامیابی اور فلاح چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ اپنی زندگی کو اللہ کی رضا وخوشنودی کے مطابق گذارے۔

دوا وعلاج کرانا مستحب ہے:

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! کیا ہم علاج ومعالجہ نہ کیا کریں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں، ضرور کیا کرو، اے اللہ کے بندو! علاج کیا کرو؛ کیوں کہ اللہ نے نہیں رکھی کوئی بیماری؛ مگر اس کے لیے شفا بھی رکھی ہے، یا فرمایا کہ دوا رکھی ہے، سوائے ایک بیماری کے، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بڑھاپا۔ (ترمذی شریف)

وضاحت: صحت وتندرستی اللہ کی ایک بڑی نعمت ہے، صحت مند انسان زندگی کے مختلف میدان میں سرگرم عمل رہتا ہے، عبادت وریاضت سے لے کر رزق حلال تک کے لیے جد وجہد اور تگ ودو میں لگا رہتا ہے اور خوشی ومسرت کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے، اس کے بالمقابل بیمار آدمی کی توانائی اور قوت مضمحل ہو جاتی ہے اور بسا اوقات وہ چلنے پھرنے سے بھی معذور ہو جاتا ہے، اس کی ساری سرگرمیاں معدوم ہو جاتی ہیں؛ اس لیے وہ اکثر بستر پر آرام کر رہا ہوتا ہے، ایسے مریض انسان کے لیے شریعت اسلام کا حکم ہے کہ وہ اپنے مرض کا علاج کرائے، صحت وقوت کی بحالی کی تدبیر اور حکمت اختیار کرے، صرف قضا وقدر پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جائے اور نہ ہی زندگی سے مایوس ہو جائے؛ بلکہ جس ذات باری تعالیٰ نے بیماری لاحق کی ہے، اس نے اس بیماری کی دوا بھی پیدا کی ہے، صحیح وقت پر ماہر فن اطباء سے دوا وعلاج کرائے اور ان کی ہدایت اور مشورے کے مطابق دوا کو استعمال کرے، جیسا کہ مذکورہ حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نو وارد اعرابی سے کہا کہ بیماری کا ضرور علاج کراؤ؛ کیوں کہ اللہ نے ہر بیماری کی دوا بھی پیدا کی ہے، ﴿واذا مرضت فهو يشفين﴾ ”جب میں بیمار پڑتا ہوں تو وہی مجھے اچھا بھی کرتا ہے“ کا ورد زبان پر جاری رکھے۔ معلوم ہوا کہ دوا وعلاج کرانا مستحب ہے، اس سے ہرگز پہلوتہی نہ اختیار کی جائے، البتہ دوا بھی زود اثر اسی وقت ہوگی، جب کہ اللہ کا حکم ہو، بغیر اذن الٰہی کے دوا موثر نہیں ہوسکتی، بہت سے لوگ کہا کرتے ہیں کہ فلاں آدمی کا صحیح علاج نہیں ہوا، اس لیے وہ مر گیا، یہ بالکل لغو بات ہے، اگر اس کی صحت اور زندگی مقدر ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کے اسباب بھی پیدا فرما دیتے۔ ہاں ایک بیماری ایسی ہے جس کا علاج نہیں ہے اور وہ ہے بڑھاپا اور بعض روایتوں میں موت کا لفظ آیا ہے کہ اس کا کوئی علاج نہیں ہے، یا یوں سمجھئے کہ بڑھاپے کا انجام بھی موت ہی ہے، جس طرح کسی قدیم درخت کی جڑ کمزور پڑ جاتی ہے تو وہ تیز وتند ہواؤں کے جھونکے سے گر جاتا ہے، اگر اس کی قوت کو بڑھانے کی تدبیر اختیار کی جائے تو اکثر محنت رائیگاں جاتی ہے، اسی طرح بڑھاپے کی عمر میں اعضائے رئیسہ کی قوت مدافعت ختم ہو جاتی ہے اور اس پر مختلف طرح کے امراض کا حملہ ہونے لگتا ہے، ایسے وقت میں دوائیاں بھی بسا اوقات اپنا کام چھوڑ دیتی ہیں، اس لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑھاپے کا کوئی علاج نہیں ہے، نہ تو اس کے اندر جوانی جیسی توانائی آئے گی اور نہ ہی جسمانی قوت پیدا ہوگی؛ لیکن اللہ سے صحت وعافیت کی دعا کرتے رہنا چاہیے، ایک مومن کا یہی شیوہ ہونا چاہیے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

قرض کی ادائیگی کی تاخیر پر اصل رقم سے زائد لینا:

زید کپڑے کا بہت بڑا تاجر ہے، میں نے اس سے چھ ماہ کی مدت کے وعدہ پر ایک لاکھ روپئے کا کپڑا لیا، چھ ماہ کی مدت پوری ہونے پر میں نے پچاس ہزار روپئے ادا کیا اور باقی رقم کے لئے ایک ماہ کی مہلت مانگی، زید نے ایک ماہ کی مہلت تو دی لیکن اس نے اس کے ساتھ یہ شرط لگا دی کہ ایک ماہ پر پچاس ہزار روپئے کے ساتھ مزید دس ہزار روپئے یعنی کل ساٹھ ہزار روپئے دینا ہوگا، کیونکہ میں پچاس ہزار روپئے سے ایک ماہ میں کم از کم تیس، چالیس ہزار روپئے کما لیتا، اس نقصان کی تلافی میں کم از کم دس ہزار روپئے دینا ہوگا، سوال یہ ہے کہ زید کے لئے دس ہزار روپئے زائد کا مطالبہ صحیح ہے؟

الجــــــــــــواب وبالله التوفيق

آپ کو چاہئے تھا کہ وعدہ کے مطابق وقت پر پوری رقم ادا کر دیں، کیونکہ ادائیگی میں گنجائش کے باوجود ٹال مٹول کرنا صحیح نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **مطل الغنى ظلم** مال دار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے، (صحیح البخاری ۱/۳۰۵ باب فی الحوالہ) اور اگر گنجائش نہیں تھی تو آپسی رضا مندی سے مدت کی توسیع کی جا سکتی ہے، اور زید کو بھی چاہئے کہ ادائیگی میں مہلت دے دے، اللہ پاک کا ارشاد ہے ”وان كــــان ذو عسرة فنظرة الى ميسره“ (سورۃ البقرۃ:۲۸۰) (اگر کوئی مقروض تنگ دست ہو تو آسانی پیدا ہونے تک مہلت دینی چاہئے) لیکن اس مہلت کے عوض زائد رقم لینا شرعاً ناجائز وحرام ہے، کیونکہ یہ سود ہے جس کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے، اللہ پاک کا ارشاد ہے، احل الــلـــه البيع وحرم الـربـوٰا (البقرۃ:۲۷۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: كل قرض جر منفعة فهو وجه من وجوه الـربـوٰا (السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب البیع باب کل قرض جر نفعا، ۵/۵۷۱) لہٰذا زید پر قرض سے زائد رقم کے مطالبہ سے احتراز لازم وضروری ہے۔ فقط

قرض کی ادائیگی میں قیمت کی کمی بیشی کا اعتبار نہیں:

ایک آدمی نے میری دکان سے پچیس ہزار روپئے کا سامان ایک ماہ کی مدت پر ادھار لیا وہ مقررہ وقت پر رقم ادا کرنے کے بجائے غائب ولاپتہ ہو گیا، دس سال کے بعد واپس آیا اور وہی پچیس ہزار روپئے ادا کر رہا ہے جب کہ آج کی تاریخ میں اس پچیس ہزار کی قیمت وہ نہیں رہی جو دس سال قبل تھی، آج کی تاریخ میں کم از کم پچاس ہزار ادا کیا جائے تو کسی حد تک اس کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے، تو کیا آج کے ویلو اور قیمت کے اعتبار سے میں اس سے پچاس ہزار کا مطالبہ کر سکتا ہوں یا نہیں؟

الجــــــــــــواب وبالله التوفيق

صورت مسئولہ میں شخص مذکور کے ذمہ سامان کے عوض پچیس ہزار روپئے آپ کا قرض ہے اور قرض میں قرض سے زائد رقم کا مطالبہ شرعاً درست نہیں ہے گرچہ وقت کے گذرنے سے قیمت اور ویلو میں کمی بیشی ہوگئی ہو، کیونکہ قیمت میں تفاوت کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں ہے اور قرض کی رقم سے زائد لینا یہ سود ہے جو شرعاً ناجائز وحرام ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں شخص مذکور سے آپ پچیس ہزار روپئے ہی کے حقدار ہیں زائد کا نہیں، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: الاقراض تقضىٰ بأمثالها کے قاعدہ سے جس قسم کا روپیہ قرض لیا تھا اسی قسم کا واجب الاعادہ ہوگا تفاوت فی القیمۃ کا اعتبار نہ ہوگا (امداد الفتاویٰ:۳/۱۶۵) فقط

اضافہ کی شرط کے ساتھ قرض دینا:

راشد نے تجارت کے مقصد سے پچاس ہزار روپئے قرض چھ ماہ کے وعدہ پر لیا، زاہد نے پچاس ہزار روپئے تو دیا لیکن شرط لگا دی کہ ماہانہ دو ہزار روپئے بطور منافع ہم کو دینا ہوگا، کیا اس طرح کا معاملہ درست ہے؟

الجــــــــــــواب وبالله التوفيق

نفع کی شرط کے ساتھ قرض دینا شرعاً ناجائز وحرام ہے، کیونکہ قرض پر نفع سود ہے جس کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے، لہٰذا ایک صاحب ایمان کے لئے اس طرح کے معاملہ سے احتراز لازم وضروری ہے، **احل الله البيع وحرم الربوٰا** (سورۃ البقرۃ:۲۷) **كل قرض جر نفعا حرام** (الدر المختار) **اى اذا كان مشروطاً كما علم مما نقله عن البحر** (رد المختار کتاب البیوع باب المرابحہ:۷/۳۹۵ مطلب کل قرض جر نفعا حرام) فقط

قرض دینے والے کا انتقال ہو جائے تو قرض کی رقم کس کو دی جائیگی:

خالد کے ذمہ ایک دکاندار کی بقایا کچھ رقم تھی جس کو وہ وقت پر ادا نہیں کر سکا کچھ سالوں بعد جب وہ رقم ادا کرنے دکان پر پہونچا تو معلوم ہوا کہ اس کا انتقال ہو گیا ہے دکان یہاں سے ختم ہوگئی اور وارثین کا کوئی پتہ نہیں ایسی صورت میں کیا بیت المال میں قرض کی رقم دے دینا کافی ہو جائے گا؟

الجــــــــــــواب وبالله التوفيق

صورت مسئولہ میں خالد کی پوری ذمہ داری ہے کہ اس کے وارثین کا پتہ لگا کر قرض کی رقم اس کے حوالہ کرے، کیونکہ بیت المال میں یا غریب غرباء کو دے دینے کے بعد بھی اگر وارثین کا پتہ چل گیا تو دوبارہ وارثین کے حوالہ کرنا ہوگا، بیت المال میں یا غریب کو دے دینا کافی نہ ہوگا، البتہ اگر ہر ممکن کوشش کے بعد بھی اس کے وارث کا پتہ نہ چل سکے یا کوئی وارث ہی نہ ہو تو پھر ایسی صورت میں اس کی طرف سے بیت المال میں یا غریب ومستحقین کو دیا جا سکتا ہے۔ فقط

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار **نقیب** پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 57/67 شمارہ نمبر 03 مورخہ ۱۴/جمادی الاولیٰ ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۱/جنوری ۲۰۱۹ء روز سوموار

جشنِ جمہوریت

نقیب کا یہ شمارہ جب آپ کے ہاتھوں میں پہونچے گا، آپ جشن جمہوریت منانے کی تیاری کر رہے ہوں گے، ہر سال کی طرح امسال بھی جشن منایا جائے گا، انڈیا گیٹ کے سامنے ہندوستان کی تہذیبی وثقافتی جھانکیاں پیش کی جائیں گی، دفاعی میدان میں اور اسلحوں کی دوڑ میں ہماری جو حصولیابیاں ہیں، اس کا مظاہرہ کیا جائے گا، شہیدوں کو خراج عقیدت پیش کیا جائے گا، اور امر جیوتی پر حاضری درج کرائی جائے گی، اصل پروگرام انڈیا گیٹ پر ہوگا، اور پھر پورا ملک جشن میں ڈوب جائے گا، ترنگے جھنڈوں کے ساتھ مدرسوں، اسکولوں اور اداروں میں رنگارنگ تقریب ہوگی، طلبہ وطالبات کو انعامات سے نوازا جائے گا، سیاسی حضرات کی جانب سے ہندوستان کے مجاہدین آزادی کا گن گان کیا جائے گا، اور لمبے چوڑے بیانات اور وعدوں کے ذریعہ سیدھے سادے عوام کو لبھانے کی کوشش کی جائے گی او ر ایسا پہلی بار نہیں ہوگا، ہر سال ایسا ہی ہوتا ہے ۲۶/جنوری گذر ا اور ہم سب یہ بھول جاتے ہیں کہ جمہوریت کے لفظی نعروں کی کوئی حقیقت نہیں ہے، اصل ہے جمہوری اقدار کا تحفظ؛ جس سے ملک دور سے دور ہوتا جا رہا ہے، ہم نے جمہوریت کا مطلب صرف عوام کی حکومت، عوام کے لیے عوام کے ذریعہ سمجھ لیا ہے اور ہر پانچ سال پر انتخابات میں سارے حربے استعمال کر کے حکومت پر جو قبضہ کیا جاتا ہے، اسے ہم جمہوری طریقۂ کار سے تعبیر کرتے ہیں اور خوب خوش ہوتے ہیں کہ ہمارا ملک جمہوری اعتبار سے مضبوط ہے، یہاں عوامی حکومت ہے اور اس قدر مضبوط ہے کہ پڑوسی ملکوں کی طرح یہاں مارشل لا لگانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی اور ملک تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔

یقیناً ترقی کر رہا ہے، آزادی سے قبل جن گھروں میں سائیکل دستیاب نہیں تھی، آج موٹر سائیکل اس گھر میں موجود ہے اور بعض گھروں میں تو ہر آدمی کے لیے موٹر سائیکل دستیاب ہے، چار چکے کی بھی کمی نہیں ہے، کھانے کے لیے آزادی سے قبل عموماً عام لوگوں کے لیے باجرہ، جوار اور جو ہی مہیا تھا، گیہوں کی روٹی شاید باید گھروں میں ہر روز مہیا ہو پاتی تھی، دھوتی اور کپڑے بھی پورے طور پر فراہم نہیں تھے، زمینداروں کے ظلم وستم نے عام لوگوں کا جینا دو بھر کر دیا تھا، بعض حرکات تو انسانیت کو ذلیل کرنے والی ہوتی تھیں، جوتے پہن کر ان کے دروازے سے گذرا نہیں جا سکتا تھا، سواری پر بیٹھ کر کوئی گذر جائے تو قیامت آجاتی تھی، لوگ بندھوا مزدوروں کی طرح ان کے یہاں کام کرتے اور کرتے کرتے مر جاتے تھے، یہ معاملہ نسل در نسل چلتا تھا، ایسے لوگوں کی اپنی مرضی نہیں ہوا کرتی تھی، سارا کچھ مالک کی مرضی کے تابع ہوتا تھا، تھوڑی سی غلطی اور چوک پر چمڑی ادھیڑ دی جاتی تھی، اور عفو ودرگذر، رحم وکرم کا خانہ خالی رہتا تھا، انسانیت سسک رہی تھی، کسان خودکشی کر لیا کرتے تھے، پوس کی رات اور جاڑے کی یخ بستہ سردی میں کھیتوں کی رکھوالی کرتے کرتے عمر گذر جاتی تھی۔

ملک آزاد ہوا، زمینداری ختم ہوئی، جمہوری دستور نافذ ہوا تو ملک کے عوام نے اطمینان کا سانس لیا اور بہت کچھ منظر بدلا، انسانی قدروں کی پامالی پر روک لگی، بندھوا مزدوری کا رواج ختم تو نہیں ہو سکا، کم ضرور ہوا، کھیت کسانوں کا ہو گیا، خودکشی کے واقعات سامنے آنے کے باوجود ان کے حالات پہلے سے بہتر ہوئے۔

اس جمہوری نظام کی وجہ سے حکومتیں بدلتی رہی ہیں، الگ الگ منشور اور مینوفیسٹو پر کام شروع ہوا، جو حکومت آئی اس نے اپنے نظریات ملک پر تھوپنے کی کوشش کی، اس کے نتیجے میں بھی بہت کچھ بدلا اور بدلتا چلا گیا، کسی نے گھوم کر دیکھنے کی کوشش نہیں کی کہ سلطانیٔ جمہور میں، جمہوری اقدار کا جنازہ کس طرح نکلا اور نکلتا چلا گیا، سیاسی پارٹیوں کو حکومت عزیز تھی، جہاں سے ملے اور جس طرح ملے اور جتنے اقدار کو دفن کر کے ملے۔ سوانہیں جمہوری اقدار کے تحفظ کی فکر کبھی نہیں ہوئی۔

اس صورت حال نے جمہوری اقدار کو پامال کیا، جمہوریت میں صرف حکومت کا ہی عوامی ہونا ضروری نہیں ہے، عوام کی خواہشات، امنگیں، ان کے حقوق کا تحفظ، مذہب پر چلنے کی آزادی سب کا خیال رکھنا ضروری ہے، بدقسمتی سے بی جے پی کی مرکزی حکومت نے ہر سطح پر ان اقدار کو تہس نہس کر کے رکھ دیا ہے، مہنگائی بڑھتی جا رہی ہے، گئو رکچھا، لو جہاد، مندر تعمیر کے نام پر رواداری کا ماحول گذشتہ سالوں میں تیزی سے ختم ہوا ہے، نوٹ بندی اور جی ایس ٹی نے عوامی زندگی کو اس قدر متاثر کیا ہے کہ چھوٹے کاروباری تجارت کے اعتبار سے ختم ہو چکے ہیں، سوا سال سے زیادہ عرصہ گذر جانے کے بعد بھی اب تک وہ اپنے کاروبار کو پھر سے کھڑا کرنے کی جدوجہد میں لگے ہوئے ہیں۔ گاندھی جی اس ملک میں عدم تشدد اور اہنسا کی علامت کے طور پر مختلف جگہوں پر تصویری شکل میں موجود تھے، انہیں بھی دیش سے نکال دینے کی تیاری زوروں پر چل رہی ہے، کئی جگہ سے انہیں ہٹایا جا چکا ہے اور روپے پر بھی کتنے دن نظر آئیں گے، کہنا مشکل ہے، نسلی اور مذہبی بنیادوں پر ملکی باشندوں کو عصبیت کا سامنا ہے اور جان بوجھ کر دلتوں، مسلمانوں اور لسانی اقلیتوں کو نظر انداز کیا جا رہا ہے، بحالیوں میں اور اعلیٰ عہدوں پر تقرریوں میں بھی سرکار سینئرٹی کو نظر انداز کر کے پرانے لوگوں کی حوصلہ شکنی کر رہی ہے، جیسا کہ چند سال پہلے فوجی سربراہ اور امسال سپریم کورٹ میں جج کی تقرری کے معاملہ میں کیا گیا۔

یہ مکمل حالات نہیں، حالات کا ہلکا سا اشاریہ ہے، اس کو پھیلایا جائے تو بات دیر تک چلے گی اور دور تک جائے گی، کہنا صرف یہ ہے کہ ملک میں جس طرح جمہوری اقدار پامال ہو رہے ہیں اور کسی کو اس کی فکر نہیں ہے، ایسے میں جشن جمہوریت محض ایک رسم ہے؛ چونکہ یہ رسم ملکی دستور سے محبت کی علامت سمجھا جاتا رہا ہے، اس لیے ہر سطح پر اس جشن کا اہتمام کرنا چاہیے اور پورے جوش وخروش کے ساتھ کرنا چاہیے، لیکن یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ جمہوری اقدار کے تحفظ کی ضرورت پہلے سے آج کہیں زیادہ ہے، ملک کے سیاسی رہنماؤں کو اس کے لیے اقدام کرنا چاہیے، یہ ملک سے محبت اور وفاداری کا تقاضہ بھی ہے اور جمہوری دستور کے تحفظ؛ بلکہ مجاہدین آزادی کو خراج عقیدت کا بہترین طریقہ بھی۔

چلے چلو کہ ابھی وہ منزل نہیں آئی۔

بابری مسجد معاملہ

بابری مسجد معاملہ کی سماعت میں سپریم کورٹ کو جلدی نہیں ہے، یہ ایک اچھی بات ہے اس کی وجہ سے اس معاملہ کے ہر پہلو پر عدالت کو نظر رکھنے کا موقع مل رہا ہے، پہلے قانونی بنچ کی تشکیل پر ہی سوالات کھڑے کئے جا رہے تھے، پھر اس پر چرچا ہو رہی تھی کہ پانچ ججوں کی بنچ بنائی جا سکتی ہے یا نہیں، لیکن چیف جسٹس نے واضح کر دیا کہ ان کے پاس خصوصی اختیار ہے، جس کے ذریعہ وہ پانچ ججوں کی بنچ بنا سکتے ہیں، چنانچہ انہوں نے ایسا کر دیا اور اگلی تاریخ ۱۰/جنوری طے ہوئی، دس جنوری کو سماعت کی کاروائی شروع ہوتے ہی مسلم پرسنل لا بورڈ کے وکیل راجیو دھون نے یہ سوال اٹھایا کہ جسٹس یو یو للت اس بنچ میں ہیں، جب کہ وہ اجودھیا معاملہ میں بھورے بنام کلیان سنگھ مقدمہ میں بطور وکیل پیش ہو چکے ہیں، ۲۰/نومبر ۱۹۹۷ء کے عدالت عظمیٰ کے حکم میں اس کا ذکر موجود ہے، اس کے باوجود وہ اگر اس کیس کی سماعت کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے، راجیو دھون کے اس بیان کے بعد جسٹس یو یو للت نے خود کو اس کیس کی سماعت سے الگ رکھنے کا فیصلہ کیا، اب چونکہ ایک جج کی تقرری ان کی جگہ پر کرنی ہوگی اور اس کے لئے چیف جسٹس کو وقت چاہئے اس لئے اگلی سماعت ۲۹/جنوری کو ہوگی، ابھی اس بنچ میں جسٹس رنجن گوگوئی، جسٹس ایس اے بوبڈے، جسٹس این وی رمنا اور جسٹس ڈی وائی چندر چوڑ ہیں۔

اپنی اہلیت اور دور رس اثرات کی وجہ سے یہ ملک کا سب سے بڑا مقدمہ ہے، اس مقدمہ کے فیصلے میں ان دستاویزات کی اہمیت بنیادی ہیں جو عدالت کے ایک سیل بند کمرے میں پچاس بکسوں میں سربمہر رکھے ہوئے ہیں، یہ دستاویزات سنسکرت، عربی، ہندی، فارسی اور گورومکھی میں ہیں، جن کے ترجمے کرائے گئے ہیں، لیکن ہندو مہاسبھا کو ان ترجموں کی صحت پر اعتراض ہے، وہ چاہتی ہے کہ عدالت اپنی سطح سے ان ترجموں کی صحت کی جانچ کرائے، چنانچہ عدالت نے اپنی سطح سے ان ترجموں کی جانچ سے اتفاق کیا ہے اور اسکے لئے وہ عدالتی عملہ یا کسی رجسٹرڈ ترجمہ کرنے والے ادارے کی مدد لے سکتی ہے، عدالت کے نزدیک اس مقدمہ میں ایک سو تیرہ ایسی چیزیں ہیں، جن کی وضاحت اور تجزیہ کی ضرورت ہوگی، جہاں تک سیاسی جماعتوں کا تعلق ہے، ان میں سب سے نمایاں آواز ہمارے وزیر اعلیٰ نتیش کمار کی ہے، جنہوں نے واضح کر دیا ہے کہ اس معاملہ میں سپریم کورٹ کے فیصلے کا انتظار کرنا چاہیے، وزیر اعلیٰ بہار کا یہ بیان قابل ستائش ہے۔

اُٹھا پٹک

سی بی آئی میں آلوک ورما اور راکیش استھانہ کی آپسی لڑائی میں حکومت کی دخل اندازی نے پورے محکمہ کی ساکھ کو داؤ پر لگا دیا ہے، پہلے چھٹی پر حکومت نے جبراً دونوں کو بھیج دیا اور جب ستہتر دن کے بعد سپریم کورٹ نے بحیثیت ڈائرکٹر آلوک ورما کی بحالی کا حکم دیا، تو عارضی ڈائرکٹر ناگیشور راؤ نے جو بحالیاں اور تبدیلیاں کی تھیں اسے عہدہ سنبھالتے ہی آلوک نے رد کر دیا اور عجلت میں سی بی آئی میں نئی بحالیاں اور تبدیلی کا کام جنگی پیمانہ پر شروع کر دیا، انہوں نے اٹھارہ افسروں کے تبادلے فوری طور پر کر دیئے، اُدھر استھانہ پر ہو رہی جانچ کی کاروائی کو دہلی ہائی کورٹ نے جاری رکھنے کا حکم دیا اور اس سلسلہ میں ان کی جانب سے دی گئی عرضی کو خارج کر دیا، ان دونوں فیصلوں سے مرکزی حکومت کی جو کِرکِری ہوئی اس کے نتیجہ میں سپریم کورٹ میں دوبارہ بحال آلوک ورما کو صرف چون (۵۴) گھنٹے کے اندر مرکزی حکومت نے اس عہدہ سے ہٹا کر فائر بریگیڈ اور ہوم گارڈ کا ڈائرکٹر بنا دیا، بظاہر سہ نفری پاور سلکشن کمیٹی (جس میں وزیر اعظم، چیف جسٹس اور حزب مخالف کا ایک نمائندہ ہوتا ہے) میں دو ایک سے یہ فیصلہ ہوا، وزیر اعظم اور چیف جسٹس کے نمائندے جسٹس اے کے سکری نے ان کو عہدہ سے ہٹائے جانے پر مہر لگا دیا، جب کے حزب مخالف کے لیڈر ملک ارجن کھڑگے نے اس کی مخالفت کی اور سی وی سی (مرکزی سترکتا کمیشن) میں دس الزامات میں سے جو چار صحیح پائے گئے تھے، اس پر ان سے وضاحت طلب کرنے کی بات کی، لیکن وزیر اعظم کی صدارت تھی، جسٹس اے کے سکری کی رائے وزیر اعظم کے موافق تھی، اس لئے کھڑگے تنہا پڑ گئے اور ملک کی تاریخ میں پہلی بار سی بی آئی ڈائرکٹر کو برطرف کر کے ٹرانسفر کا فیصلہ ہو گیا، ان کی مدت کار ۳۱/جنوری کو پوری ہو رہی تھی، سبکدوشی کی مدت تک انہیں اسی رینک کے ایک عہدہ محکمہ آتشی تحفظ اور ہوم گارڈ کا ڈائیرکٹر بنایا گیا، مراعات سہولیات اور رینک مساوی تھے، لیکن آلوک ورما نے توہین محسوس کر کے استعفیٰ پیش کر دیا۔

اس کے بعد سے اس اٹھا پٹک پر سیاست گرما گئی ہے، کانگریس کے صدر راہل گاندھی نے وزیر اعظم کے اس فیصلہ کو رافیل گھوٹالے سے جوڑ کر دیکھا، انہوں نے ان کی بحالی پر اس امید کا اظہار کیا تھا کہ رافیل گھوٹالے کا سچ آلوک ورما کے ذریعہ سامنے آئیگا، اب ان کے ہٹائے جانے پر راہل نے کہا کہ وزیر اعظم رافیل معاملہ سے گھبرا گئے، اس لئے جلدی میں انہیں عہدے سے ہٹا دیا گیا، بی جے پی کے رہنما سبرامنیم سوامی نے بھی اس فیصلہ پر اپنی ناراضگی جتاتے ہوئے کہا کہ مجھے پتہ ہے کہ سی وی سی، آر بی آئی گورنر کی طرح ہے، آزادانہ کاروائی کے لئے آلوک ورما کو سی وی سی رپورٹ پر ردعمل کا موقع دیا جانا چاہئے تھا۔

اس اُٹھا پٹک اور آپسی تنازع سے سب سے بڑا انقصان اس آئینی ادارہ کا ہوا ہے، اس کی ساکھ اس قدر گر چکی ہے کہ سپریم کورٹ کو مجبور ہو کر اسے ایک دوسرے معاملہ میں پنجڑے کا طوطا کہنا پڑا، یعنی ایک ایسا ادارہ جس کی اپنی کوئی آواز نہیں وہ بس اپنے مالک ہی کی بات بولتا ہے، ملک کی کم از کم تین ریاستوں نے سی بی آئی کے ذریعہ کسی بھی معاملہ کی تحقیق کی اجازت واپس لے لی ہے، یہ ریاستیں ہیں مغربی بنگال، آندھرا پردیش اور چھتیس گڑھ، صورت حال ایسی ہی رہی تو دوسری ریاستیں بھی سی بی آئی جانچ سے اپنا دامن چھڑا سکتی ہیں، تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ چھٹی پر بھیجنے میں عجلت، سی وی سی کے سربراہ کے وی چودھری کے ذریعہ آلوک ورما کے خلاف بعض الزامات کی تصدیق، وزیر اعظم کے ذریعہ مٹنگ بلانے میں جلد بازی اس پورے قضیہ پر شبہات پیدا کرتے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

یادوں کے چراغ

حضرت مولانا زبیر احمد قاسمی

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

نامور فقیہ، باکمال محدث، استاذ الاساتذہ، جامعہ عربیہ اشرف العلوم کنہواں، سیتامڑھی کے سابق ناظم، دار العلوم سبیل السلام حیدر آباد اور مفتاح العلوم مئو کے سابق شیخ الحدیث، جامعہ رحمانی مونگیر، بشارت العلوم کھرماپتھرا، دربھنگہ، مدرسہ اسلامیہ مغلہ کھارنوادہ کے سابق استاذ، اسلامک فقہ اکیڈمی دہلی کے رکن، حضرت مولانا زبیر احمد قاسمی کا ۶؍جنوری ۲۰۱۹ء مطابق ۲۹؍ربیع الآخر ۱۴۴۰ھ بروز اتوار بوقت صبح ساڑھے سات بجے ان کے آبائی گاؤں چندرسین پور، ڈاک خانہ حسین پور وایا رہیکا ضلع مدھوبنی میں انتقال ہوگیا، وہ گذشتہ کئی سالوں سے عارضۂ قلب میں مبتلا تھے اور گذشتہ سات آٹھ ماہ سے گھر پر ہی فروکش تھے، جنازہ کی نماز اسی دن بعد نماز عصر ان کے بڑے صاحب زادہ مولانا اویس انظر قاسمی نے پڑھائی، جنازہ کی نماز سے قبل حضرت مولانا اظہار الحق قاسمی ناظم جامعہ عربیہ اشرف العلوم کنہواں نے موت اور مابعد الموت پر پُر اثر اور مفید گفتگو فرمائی، جنازہ کے ازدحام کا اندازہ دس ہزار کا تھا، علماء، صلحاء، صوفیاء، اتقیا، مدارس کے ذمہ داران اور مختلف میدان کار سے تعلق رکھنے والی بیشتر قابل ذکر شخصیات موجود تھیں، امارت شرعیہ سے بھی ایک وفد نے جنازہ میں شرکت کیا، جس میں راقم الحروف محمد ثناء الہدیٰ قاسمی، نائب ناظم مولانا محمد شبلی قاسمی، حضرت مولانا نور الحق رحمانی استاذ المعہد العالی شریک تھے، تدفین آبائی قبرستان میں ہوئی، مٹی دینے والوں کی تعداد اس قدر تھی کہ بہتوں کو مٹی دینے کے لیے چٹکی بھر مٹی بھی نہیں مل سکی، گورکن کو مٹی ڈالنے کی ضرورت نہیں پڑی اور قبر تیار ہوگئی۔

حضرت مولانا زبیر احمد قاسمی بن عبد الشکور بن عبد الرحیم بن نوحا بن بھوار چودھری بن لہوار چودھری کی ولادت ان کے آبائی گاؤں چندرسین پور قدیم ضلع دربھنگہ میں، ووٹر آئی ڈی کے مطابق یکم جنوری ۱۹۴۰ء مطابق ۱۳۵۹ھ میں ہوئی، مولانا کی نانی ہال پرسونی ضلع مدھوبنی تھی، نانا کا نام نور محمد تھا، مولانا نے ابتدائی تعلیم مقامی مکتب میں مولانا امیر الحق صاحب مفتاحی سے پائی، پھر مدرسہ بشارت العلوم کھرماپتھرا دربھنگہ میں ہدایہ اولین تک وہاں کے نامور اساتذہ سے کسب فیض کیا، جن میں سرفہرست حضرت مدنی کے نامور شاگرد حضرت مولانا سعید احمد صاحب (م ۴؍مئی ۱۹۷۰ء مطابق ۲۵؍صفر ۱۳۹۰ھ) کا اسم گرامی آتا ہے، بشارت العلوم سے اعلیٰ تعلیم کے لیے آپ ازہر ہند دار العلوم دیوبند تشریف لے گیے اور شعبان ۱۳۷۹ھ میں وہاں سے سند فراغت پائی، دیوبند کے نامور اساتذہ حضرات، شیخ الحدیث حضرت مولانا فخر الدین صاحب، علامہ محمد ابراہیم بلیاویؒ، مولانا فخر الحسن صاحب، مولانا بشیر احمد خان، مولانا ظہیر احمد صاحب، مولانا سید حسن صاحب، مولانا عبد الجلیل صاحب اور حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحہم اللہ کے سامنے زانوے تلمذ تہہ کیا اور علوم وفنون میں کمال پیدا کر کے وطن واپس ہوئے، مستقل مزاجی اس قدر تھی کہ علوم متداولہ کی تکمیل صرف دو ادارے بشارت العلوم کھرما اور دار العلوم دیوبند میں ہوگئی، بہت سارے مدارس کا آپ نے رخ نہیں کیا۔

فراغت کے بعد تیسی پرسونی حاجی محمد ادریس بن عبد الغنی صاحب کی دختر نیک اختر سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے، اللہ نے اس رشتہ میں برکت دی، چنانچہ انتقال کے وقت پس ماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ لڑکے مولانا اویس انظر قاسمی، حافظ اسید انظر، سجاد احمد، مولانا حافظ ظفر احمد قاسمی، محمد افضل حسین اور دو لڑکیاں حی القائم ہیں۔

تدریسی زندگی کا آغاز مادر علمی بشارت العلوم سے کیا، پہلی بار چھ ماہ شوال ۱۳۷۹ھ سے ۱۵؍ربیع الاول ۱۳۸۰ھ تک خدمت انجام دی، دوسری بار مسلسل چھ سال جمادی الآخر ۱۳۸۷ھ تک پوری دلجمعی کے ساتھ یہاں درس دیتے رہے، درمیانی چند ماہ کے لیے مدرسہ اسلامیہ مغلا کھارنوادہ بھی تدریس کے لیے گیے، لیکن جلد ہی واپس آگیے، ۱۳؍شعبان ۱۳۸۷ھ میں صدر مدرس کے عہدے پر جامعہ عربیہ اشرف العلوم کنہواں تشریف لائے، لیکن عید الاضحیٰ ۱۳۹۷ھ میں مستعفی ہوگیے، ۱۴؍شعبان ۱۴۱۲ھ سے دوبارہ جامعہ کی خدمت میں ناظم کی حیثیت سے مشغول ہوئے اور دس سال تک خدمت انجام دیا، تیسری دفعہ ۱۱؍شعبان ۱۴۲۳ھ مطابق ۸؍اکتوبر ۲۰۰۲ء کو جامعہ تشریف لائے اور جب تک صحت نے ساتھ دیا ناظم کی حیثیت سے کام کرتے رہے، اس طرح جامعہ عربیہ اشرف العلوم کی خدمت انہوں نے کم وبیش سینتیس سال سے زیادہ کیا، جامعہ رحمانی مونگیر بھی دوبار جانا ہوا، پہلی بار یکم محرم ۱۳۹۸ھ سے ۱۴۰۶ھ تک اور دوسری بار ۱۷؍محرم ۱۴۰۸ھ سے تدریسی خدمت شروع کیا، حضرت امیر شریعت رابع مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانی کی توجہ سے ان میں تصنیف وتالیف کا ذوق پیدا ہوا لیکن چند ماہ بعد جامعہ کو خیرباد کہہ کر حیدر آباد روانہ ہوگیے، اور دار العلوم سبیل السلام میں ۱۵؍شوال ۱۴۰۷ھ سے پہلی بار پڑھانا شروع کیا، لیکن طبیعت نہیں لگی، چند ماہ بعد لوٹ آئے، دوسری دفعہ ۲۱؍شوال ۱۴۰۸ھ سے ۱۴۱۲ھ تک آپ یہاں شیخ الحدیث کی حیثیت سے متمکن رہے، تیسری دفعہ اس ادارہ کو آپ نے ۱۶؍جنوری ۲۰۰۲ء سے اپنی خدمات دیں، ۲۰؍جنوری ۲۰۰۲ء کو بخاری شریف کا درس شروع کرایا اور صرف ایک سال رہ کر جامعہ عربیہ اشرف العلوم کنہواں لوٹ آئے، ۱۶؍شوال ۱۴۰۶ھ سے کم وبیش ایک سال مفتاح العلوم مئو میں بھی پڑھایا۔

مولانا مرحوم کے لیے بعض حضرات نے ''فنافی العلم'' کا لفظ استعمال کیا ہے جو بہت صحیح ہے، پوری زندگی تعلیم وتدریس میں لگا دیا اور آخر کے سترہ اٹھارہ سال جامعہ اشرف العلوم کو تعلیمی وتعمیراتی طور پر بام عروج پر پہونچانے میں ان کی انتظامی جدوجہد انتہائی مثالی اور لائق تقلید ہے، مولانا اسلامک فقہ اکیڈمی کے بانی ارکان میں سے تھے، قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ ان کی فقہی بصیرت اور صائب الرائے ہونے کے قائل تھے، مولانا کے مزاج میں سادگی، طبیعت میں نفاست اور رکھ رکھاؤ کا انداز معیاری تھا، وہ جو سمجھتے برملا کہتے، اور بلاخوف لومۃ لائم کہتے، ان کے دور میں جامعہ عربیہ اشرف العلوم کنہواں کا صد سالہ اجلاس منعقد ہوا، اس موقع سے آپ کے فقہی مقالات اور علمی یادداشت شائع ہوئے جو ذخیرۂ کتب میں بیش بہا اضافہ ہیں، میرے دوست مفتی ثناء اللہ قاسمی ناظم تعلیمات مدرسہ محبوبیہ چین پور بنگرہ مظفر پور نے اساتذہ اشرف العلوم کے زریں خطبات مرتب کیا ہے جس میں حضرت کے دس خطبات ان کی علمی وتقریری صلاحیت کے امین ومظہر کے طور پر شامل ہیں، تدریسی خدمات سے متعلق ماہ وسنین اسی کتاب سے لیے گیے ہیں۔

مولانا سے میری ملاقات بہت قدیم تھی، جامعہ اشرف العلوم میں میرا ممتحن کی حیثیت سے جانا مخدوم بہار حضرت مولانا محمد طیب صاحبؒ کے وقت سے تھا، مولانا محفوظ الرحمٰن صابر مظاہریؒ کے دور میں بھی رہا، مولانا جب ناظم بن کر تشریف لائے تو پہلے سال امتحان کمیٹی کی میٹنگ میں انہوں نے ہدایت دی کہ بورڈ کے مدرسہ کے کسی استاذ کو ممتحن نہیں بنایا جائے، میں ان دنوں مدرسہ احمدیہ ابابکر پور میں استاذ تھا، چنانچہ مجلس کے اختتام پر ممتحن حضرات کا نام سنایا گیا تو میرا نام فہرست میں نہیں تھا، دریافت کیا کہ ''ثناء الہدیٰ کو چھوڑ دلہی'' بتایا گیا کہ وہ بھی بورڈ کے مدرسہ میں ہیں، کہنے لگے ''وہ اپنا آدمی ہے، غلط جگہ پڑ گیا ہے'' ان کے اس تبصرہ کے بعد میرا نام فہرست میں شامل کرلیا گیا، جب تک مدرسہ احمدیہ ابابکر پور میں رہا پابندی سے امتحان لینے کے لیے جاتا رہا، ہر موضوع کی کتابیں مجھ سے متعلق ہوئیں، واقعہ یہ ہے کہ میری بیس سالہ تدریسی زندگی میں اتنے شاگرد نہیں ہوئے، جتنوں کا ہم نے کنہواں میں امتحان لیا، آج ان میں سے کئی بڑے عہدوں پر فائز ہیں، کہیں مل جاتے ہیں تو شاگردوں جیسی محبت سے پیش آتے ہیں اور خدمت میں پیش قدمی کرتے ہیں، مولانا کے ساتھ کئی بار اسلامک فقہ اکیڈمی کے سمینار میں شرکت ہوئی، ساتھ ساتھ سفر بھی ہوا، وہی محبت اور پیار بھرا سلوک جوان کی شناخت تھی، پایا، مولانا کی ڈانٹ اور جھڑکیاں سننے کا بھی اپنا مزہ تھا، جو لوگ مولانا کے مزاج سے واقف نہیں تھے وہ ان جھڑکیوں کا بُرا مانتے تھے، لیکن ہم جیسے لوگ جوان کو اپنا بڑا اور سرپرست سمجھتے تھے، ان کو ان کی جھڑکی سننے میں مزہ آتا تھا، میری آخری ملاقات صد سالہ کے موقع سے ہوئی تھی، رضا کاروں سے پوچھتے رہے کہ ''کھانا کھلٰہی، چائے دلٰہی'' ڈھیر ساری محبتیں اور شفقتیں لے کر لوٹا تھا، کیا معلوم تھا کہ اب یہ دولت ہم سے چھن جانے والی ہے، ایسے لوگ برسوں نہیں صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں اور جب چلے جاتے ہیں تو برسوں فلک کو گردش کرنا پڑتا ہے، تب جا کر خاک کے پردے سے ایسے انسان نکلتے ہیں۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعہ

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ھیں

خطبات جمعہ

: ایڈیٹر کے قلم سے

ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی کی انتہائی وقیع اور جامع کتاب حال ہی میں منظر عام پر آئی ہے، اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس کا اجراء پھلواری شریف پٹنہ میں امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم اور لکھنؤ میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے ہاتھوں ہوا، دہلی میں بھی اس کتاب کے اجراء کی تقریب منعقد ہوئی، ہر جگہ اہل علم اور ائمہ مساجد میں اس کی بھرپور پذیرائی ہوئی، حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم نے اس کتاب کی تالیف کو وقت کی ضرورت قرار دیا اور فرمایا کہ سوشل میڈیا کے ذریعہ اس کے مضامین کو ائمہ کی خدمت میں بدھ یا جمعرات کو بھیجنے کا اہتمام کیا جائے، تاکہ جمعہ کے خطبہ سے قبل ائمہ حضرات اس کے موادو مضامین سے استفادہ کر کے تقریر کیا کریں اور اگر اُن کے لئے یہ ممکن نہ ہو تو پڑھ کر سنا دیا کریں، اس سے ان شاء اللہ نمازیوں کو بہت فائدہ پہونچے گا۔ یہ کتاب ناظم امارت شرعیہ کے ان مضامین ومقالات کا مجموعہ ہے، جو انہوں نے مختلف موقعوں پر، عقائد وعبادات، اتحاد واجتماعیت، تحفظ شریعت، تعلیم وتربیت، تاریخ وسیرت، اصلاح معاشرہ، حقوق، اوصاف حمیدہ، انسانی ہمدردی اور وطنی ذمہ داری، بُرے اخلاق وعادات، اقتصادیات ومعاملات، صحت ومرض، اوقاف واملاک اور فرق باطلہ سے متعلق تحریر فرمائے، اور ان میں سے بہت سارے رسائل اور کتاب کی شکل میں پہلے چھپ چکے ہیں، ان مرکزی عناوین کے ذیل میں ایک سو چون عناوین ہیں، یعنی ایک سو چون جمعہ تک کے لئے ائمہ مساجد کو اعادہ کی ضرورت نہیں پڑے گی، یعنی تین سال کم وبیش ہر جمعہ میں ایک بیان ہو سکے گا، تین سال بعد جب موضوعات کا اعادہ ہوگا تو عوام کے لئے وہ پھر سے نئی چیز ہوگی، اور اتنی طویل مدت گذرنے کے بعد کوئی مقتدی یہ نہیں کہے گا کہ امام صاحب ایک ہی تقریر کو دہراتے رہتے ہیں، ان مضامین پر مشتمل تقریر کا یہ بھی فائدہ ہوگا کہ جو مقتدی حضرات روایتی تقریر سننا پسند نہیں کرتے اور بالکل خطبہ جمعہ کے وقت تشریف لاکر نماز میں شریک ہوتے ہیں اور پہلے آنے کے ثواب سے محروم ہوجاتے ہیں، ان کی دلچسپی بھی بڑھے گی اور وہ پہلے آنے کی کوشش کریں گے، اس کا دہرا فائدہ یہ ہوگا کہ پہلے آنے کا ثواب بھی ملے گا اور مفید دینی باتیں کانوں تک پہونچ پائیں گی۔

کتاب کا آغاز پیش لفظ سے ہوتا ہے، جس میں مصنف نے واضح طور پر یہ بات کہی ہے کہ دنیا وآخرت کی کامیابی وتجارت کا مدار ایمان اور عمل صالح پر ہے، عمل صالح کے تین بنیادی حصے عبادات، معاملات اور اخلاق ہیں، اس طرح ایمان، عبادات، معاملات اور اخلاق، دنیاوی فوز وفلاح اور اخروی نجات کے لئے اساس ہیں مصنف کے لفظوں میں ''اس کتاب میں ان چاروں پر مضامین لکھے گئے ہیں، تاکہ ایمان والے ہدایت حاصل کریں، اگرچہ یہ کتاب خطبات جمعہ کے نام سے ہے مگر اس میں دین اسلام پر مکمل روشنی ڈالی گئی ہے اور یہ سب کے لئے ہے''

اسی ذیل میں امام کی اہمیت اور ائمہ حضرات کے لئے بعض اہم اصولی باتیں ذکر کی گئی ہیں کہ ان کو کن مباحث پر زور دینا چاہئے، تقریر کا انداز کیسا ہونا چاہئے اور مقتدیوں کی اصلاح کے لئے ائمہ حضرات کی جدوجہد کا مرکز ومحور کیا ہونا چاہئے، مصنف کا مشورہ ہے اور بجا ہے کہ ''مسجد میں یہ کتاب رکھی جائے تاکہ ائمہ کرام اس کی مدد سے تقریر کرسکیں، اگر ضرورت ہو تو عوام کو یہ پڑھ کر سنایا جائے، گھروں میں پڑھنے کا اہتمام کیا جائے، اور خواتین کو جہیز میں بھی دی جائے، ان شاء اللہ اس سے فائدہ ہوگا'' (بقیہ صفحہ ۱۰؍پر)

ایک نئے کذاب کا فتنہ

مولانا سید احمد ومیض ندوی

دورِ اخیر میں فتنوں کا ظہور ایک ایسی حقیقت ہے، جس کی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا پیشین گوئی فرمائی ہے، جیسے جیسے قیامت کا زمانہ قریب آتا جارہا ہے، فتنوں میں شدت پیدا ہوتی جارہی ہے، یہ دراصل ابتلاء اور آزمائش کا خدائی نظام ہے، سب سے بڑا فتنہ دجال کا خروج ہے؛ لیکن دجالِ اکبر کے خروج سے پہلے مختلف چھوٹے چھوٹے دجال اپنی فتنہ سامانیوں کا مظاہرہ کرتے رہیں گے۔

جھوٹے نبیوں کا فتنہ بھی اُن عظیم فتنوں میں سے ہے، جو اُمت کو شدید ہلا کر رکھ دیں گے، مختلف اغراض فاسدہ رکھنے والی ملعون شخصیتیں نبوت کا دعویٰ کر کے عالم اسلام میں بھونچال پیدا کریں گی، اس فتنہ کا سلسلہ عہدِ رسالت اور عہدِ صحابہ ہی سے چل پڑا ہے، مسیلمہ کذاب پہلا ملعون شخص تھا، جس نے ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی، حضرات صحابہ کرامؓ نے پوری شدت کے ساتھ اس کی سرکوبی فرمائی، برصغیر ہندوپاک میں مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا، جس کے خلاف علماء امت کی جانب سے پوری قوت کے ساتھ مہم چلائی گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا، گذشتہ ۸؍نومبر ۲۰۱۸ء کو ملتِ اسلامیہ کی صفوں میں اس وقت ایک بھونچال سا آگیا، جب احمد عیسیٰ نامی ایک ملعون نے یوٹیوب چینل پر اپنی نبوت کا اعلان کیا، یہ شخص ''نبا7'' نامی اپنے چینل پر اچانک نمودار ہوا اور اپنی نبوت کا برملا اعلان کیا، احمد عیسیٰ ۸؍نومبر ۲۰۱۸ء کی اپنی پہلی ویڈیو کلپ میں کہتا ہے:

''اور یہ جو الکتاب ہے، اس میں چیلنج ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کا مثل نہیں لاسکتی اور جو قرآن آپ کے ہاتھوں میں اس میں سب سے زیادہ ذکر میرا ہے، میرا یعنی اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کا ہے، اگر کوئی الکتاب پڑھتا ہے تو وہ گواہی دینے پر مجبور ہوجائے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں''۔

احمد عیسیٰ ملعون نے اپنی پہلی ویڈیو کلپ میں اپنی کتاب الکتاب کے بارے میں چیلنج کیا ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کا رد نہیں کرسکتی۔

احمد عیسیٰ ملعون کا اصل نام عدنان نذیر اراعی ہے، جو پاکستان کے صوبہ گجرات کے چناب شہر کے ایک گاؤں کھٹانہ کا باشندہ ہے، یہ ابتدا ہی سے غلط کاریوں میں مبتلا تھا، اس کے گاؤں کے کچھ جوانوں نے اس کے ساتھ غلط کاری کی، جس پر اس کے والد نے ان جوانوں کے خلاف ایف آئی آر درج کرانے کی دھمکی دیتے ہوئے ان سے آٹھ لاکھ روپئے وصول لیے، عدنان نذیر عرف احمد عیسیٰ کا والد ریلوے اسٹیشن پر کلفی بیچا کرتا تھا، احمد عیسیٰ کچھ عرصہ کے بعد اسپین چلا گیا اور وہاں قادیانیوں کے ساتھ شامل ہوگیا، اس کے بعد اس کے والد کا انتقال ہوا تو وہ پاکستان واپس چلا آیا، والد کے انتقال پر گاؤں کے امام نے اس کی نماز جنازہ پڑھانے سے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ ہوسکتا ہے کہ یہ شخص قادیانی ہے، پھر ۸؍نومبر ۲۰۱۸ء کو احمد عیسیٰ اسپین چلا گیا اور وہاں اس نے اپنی پہلی ویڈیو کلپ کو اپلوڈ کیا، جس میں اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے، جب اس کے گاؤں والوں کو اطلاع ملی کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو لوگ اس کے گھر پہونچے، جہاں صرف اس کی والدہ اور بہنیں تھیں، پھر لوگ اس کے سسرال لالہ موسیٰ گئے، وہاں بھی وہ موجود نہیں تھا، ۱۰؍نومبر ۲۰۱۸ء کو اس کا بھائی نوید نذیر احمد عیسیٰ کی بیوی اور اس کے بچوں کو لے کر اسپین فرار ہوگیا۔ یہ عدنان نذیر عرف احمد عیسیٰ کذاب کی مختصر روداد ہے، بھلا جو شخص بچپن ہی سے غلط کاریوں میں مبتلا رہا ہو اور جس کا کیریکٹر شروع ہی سے داغدار رہا ہو، اسے نبوت سے کیا سروکار ہوسکتا ہے؟ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا کردار روز اول ہی سے انتہائی بے داغ ہوتا ہے۔

احمد عیسیٰ دراصل یہودیوں کا آلہ کار ہے، جو دولت اور شہرت کی خاطر صہیونیوں کی انگلیوں پر ناچ رہا ہے، احمد عیسیٰ کے صہیونیوں سے تعلق کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ اس نے اپنے چینل کا نام ''نبا7'' رکھا ہے، کہا جاتا ہے کہ عبرانی زبان میں نبا کے معنی پیشین گوئی کرنے والے کے ہیں۔

جہاں تک عقیدۂ ختم نبوت کا تعلق ہے تو وہ اسلام کے مسلمات میں سے ہے، قرآن وسنت اور اجماع امت سے یہ بات بالکل بے غبار ہے کہ حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی بنا کر بھیجے گئے اور آپ پر نبوت کا سلسلہ ختم کردیا گیا، قرآن مجید صاف اعلان کرتا ہے:

﴿ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيماً﴾ (الاحزاب: ۴۰) (محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں؛ لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔)

نیز ارشاد نبوی ہے: میرے بعد تیس کذاب ظاہر ہوں گے جن میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے، جب کہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (ابوداؤد شریف)

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر دلالت کرنے والی روایات حد تواتر کو پہونچتی ہیں، سورۃ البقرہ کی ابتدائی آیتوں میں متقی بندوں کی صفات کا ذکر کرتے ہوئے یہ تو فرمایا گیا کہ وہ لوگ آپ سے پہلے نازل شدہ آسمانی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں اور اس کتاب پر بھی جو آپ پر نازل کی گئی ہے، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا سلسلہ جاری رہتا ہے تو اس کے ساتھ یہ بھی کہا جاتا کہ متقی بندے آپ کے بعد آنے والی کتابوں پر بھی ایمان لاتے ہیں، اس کی عدم صراحت دلالت کرتی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔

ملعون احمد عیسیٰ کذاب اپنی ویڈیو کلپ میں اپنی نبوت کو ثابت کرنے کے لیے سارا زور اس بات پر لگا رہا ہے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں ہیں، نیز آپ کو ہندوپاک کے لیے بھیجا ہی نہیں گیا، اس کے الفاظ یوں ہیں:

''محمد نہ آپ کی زبان میں تھا نہ تو آپ میں بھیجا گیا اور نہ آپ کے لیے بھیجا گیا''۔

ملعون کذاب کو قرآن وحدیث کی تھوڑی سی بھی شدبد ہوتی تو وہ ہرگز ایسی بکواس نہ کرتا، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا سارے عالم کے لیے بھیجا جانا ایک ایسی حقیقت ہے، جس پر قرآن مجید کی دسیوں آیات دلالت کرتی ہیں۔

ارشاد ربانی ہے: ﴿قل يا أيها الناس إني رسول الله إليكم جميعا﴾ (الاعراف) (آپ فرمادیجئے اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔)

آیت شریفہ میں الناس اور جمیعا کے الفاظ واضح ہیں اور الناس میں قیامت تک آنے والے انسان داخل ہیں، چاہے وہ کسی بھی ملک کے باشندے ہوں۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وما أرسلناک إلا كافة للناس بشيرا ونذيرا ﴾ (سورہ سبأ) (ہم نے آپ کو سارے لوگوں کے لیے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے۔) کافۃ للناس کی تعبیر واضح ہے کہ آپ کو سارے انسانوں کا نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اسی طرح سورۃ الانبیاء میں ارشاد ربانی ہے: ﴿وما أرسلناک إلا رحمة للعالمين﴾ (ہم نے آپ کو سارے عالموں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔)

سورۃ الفرقان کا آغاز یوں کیا گیا ہے:

﴿تبارک الذي نزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيرا﴾ (بڑی بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر الفرقان کو نازل کیا؛ تاکہ وہ سارے عالم والوں کے لیے ڈرانے والے بنے۔)

پچھلے انبیاء اور نبی آخرالزماں کے درمیان ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ پچھلے انبیاء خاص قوم کے لیے اور مخصوص علاقہ اور ایک متعین مدت کے لیے نبی بنا کر بھیجے جاتے تھے؛ لیکن خداوند قدوس نے جب آخری نبی کو بھیجنے کا فیصلہ فرمایا تو آپ کو ساری انسانیت اور قیامت تک کے لیے نبی بنایا، جب آپ قیامت تک کے لیے سارے انسانوں کے نبی ہیں تو کسی دوسرے نبی کی کیوں کر گنجائش ہوسکتی ہے؟ جہاں تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تعلق ہے تو قیامت کے قریب ان کا نزول ہوگا اور وہ جتنے دن دنیا میں رہیں گے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کریں گے۔

ملعون احمد عیسیٰ کذاب کو بہت سے مسلم بھائیوں نے مناظرہ کا چیلنج کیا اور بعد میں اسے انٹرویو کی دعوت دی؛ لیکن اس کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا، ایک طرف وہ اپنی ویڈیو کلپ میں ساری امت مسلمہ کو چیلنج کرتا نظر آتا ہے کہ کوئی اس الکتاب کا رد کر کے دکھائے، یا کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ثابت کرے، دوسری جانب جب اس کا چیلنج قبول کر کے جب اسے یوٹیوب لائیو آنے کی دعوت دی جاتی ہے تب وہ خاموش ہوجاتا ہے، بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ یہودی تنظیموں کا ایجنٹ ہے، احمد عیسیٰ ایک نارمل انسان نہیں؛ بلکہ وہ ذہنی ونفسیاتی مریض لگتا ہے، اسے خود پتہ نہیں کہ وہ کیا کیا بک رہا ہے، روز اول سے اس کا کردار مشکوک رہا ہے، وہ ایک شریف انسان نہیں ہے، اس کی ویڈیو کلپوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا علم بھی انتہائی سطحی ہے، ممکن ہے کہ وہ اسلامیات کی دو چار کتابوں کا مطالعہ کر رکھا ہو، یا کچھ شخصیتوں کی صحبت میں رہ کر کچھ جانکاری حاصل کرلی ہو، لیکن اس میں فہم کا فقدان اور سمجھ بوجھ کی کمی ہے، اسے مستند علم حاصل نہیں ہے۔

اس کی کتاب جسے اس نے الکتاب کا نام دیا ہے، اول تو اس میں زبان اور گرامر کی بے شمار غلطیاں ہیں، اس پر مستزاد یہ کہ کتاب کا کوئی مرکزی موضوع نہیں ہے اور یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ وہ کس منہج پر لکھی گئی ہے، نیز یہ کتاب تضادات وتناقضات کا پلندہ ہے، جن بھائیوں نے اسے انٹرنیٹ سے اپلوڈ کر کے پڑھا ہے، ان کا تأثر ہے کہ احمد عیسیٰ نے اس میں بے سروپا باتیں لکھی ہیں، خود احمد عیسیٰ کو پتہ نہیں کہ اس نے کتاب میں کیا لکھا ہے؟ بہت سی وہ باتیں جو اس نے الکتاب میں لکھی ہیں، اپنی ویڈیو کلپ میں خود ہی ان کی تردید کرتا ہے۔ ایک طرف وہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی تسلیم نہیں کرتا، دوسری جانب وہ قرآن مجید سے اپنے لیے دلائل بھی فراہم کرتا ہے، قرآن جس پیغمبر پر نازل ہوا، جب اسی کا انکار ہے تو ان پر نازل شدہ کتاب سے استدلال کیسے کیا جاسکتا ہے؟ علاوہ ازیں الکتاب تو قرآن مجید کو کہا گیا ہے۔ سورہ بقرہ کی پہلی آیت میں ارشاد ہے: ﴿ذلک الکتاب لا ریب فیه﴾ لیکن احمد عیسیٰ کذاب نے اس نام کو اپنی کتاب پر چسپاں کردیا، کذاب ملعون کا عجیب معاملہ ہے کہ وہ ایک جانب اپنی ویڈیو کلپ میں الکتاب کو لہرا لہرا کر چیلنج کرتا ہے اور کہتا ہے کہ کوئی اس کا رد پیش کرے؛ لیکن دوسری جانب اس نے یہ واضح نہیں کیا کہ یہ الکتاب کہاں سے چھپی ہے اور اس کے ملنے کا پتہ کیا ہے؟ ایسا لگتا ہے کہ اس نے الکتاب کی پی ڈی ایف کاپی بنالی ہے، صرف ایک نسخہ تیار کر کے اسی کو لہراتا رہتا ہے۔

احمد عیسیٰ ملعون نے قرآن مجید کے تعلق سے بھی بکواس کی ہے، وہ کہتا ہے کہ قرآن صرف تاریخ کی کتاب ہے، اور اس میں آدھی سے زائد میری تاریخ ہے، گویا قرآن مجید میں جس عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہے، وہ میں ہی ہوں اور مسلمانوں کو جس عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انتظار ہے، وہ میں ہی ہوں۔ احمد عیسیٰ ملعون نے اپنی جھوٹی نبوت کو ثابت کرنے کے لیے وہی ڈراما رچایا ہے، جو مرزا غلام احمد قادیانی نے رچایا تھا، وہ بھی خود کو مسیح موعود کہتا تھا، پھر بتدریج نبوت کا دعویٰ کرنے لگا، قرآن مجید میں ضرور ایک حصہ ایسا ہے، جس میں پچھلی قوموں کے حالات اور حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واقعات بیان کیے گئے ہیں؛ لیکن اس کی وجہ سے ساری قرآن کو تاریخ کہنا سراسر غلط ہے، اس کے علاوہ یہ کہنا بھی غلط ہے کہ قرآن مجید کا نصف حصہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ پر مشتمل ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہیں زیادہ تذکرہ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت یوسف علیہم السلام وغیرہم کا ہے۔

الغرض احمد عیسیٰ ملعون امت کے لیے ایک نیا فتنہ بن کر ابھرا ہے، علماء امت نے جس طرح ملعون قادیانی کی نبوت کی تردید کی، اسی طرح احمد عیسیٰ ملعون بھی بہت جلد گمنام ہوجائے گا، سوشیل میڈیا کا استعمال کرنے والے مسلم نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ اس قسم کے ملعون کذاب افراد سے چوکنا رہیں اور اس حقیقت کو ذہن نشیں کرلیں کہ کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا، وہ کذاب اور جھوٹا ہے۔

اتحاد امت اور اس کی حقیقی بنیادیں

مفتی تنظیم عالم قاسمی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اس لئے عمل میں آئی تا کہ آپؐ اپنی کوششوں اور جدو جہد سے اسلام کو غالب کرسکیں۔اس سرزمین پر قرآنی قانون کا نفاذ ہو' باطل نظام کا خاتمہ ہوکر نظام حق قائم ہو سکے اور دنیا شیطانی راہوں سے نکل کر ایک خدا کی عبادت میں لگ جائے۔یہاں صرف اور صرف اسلامی تہذیب وتمدن کا چلن ہو' اگر کوئی دوسرا مذہب رہے بھی تو مغلوب ہوکر جس میں کوئی زور ہو اور نہ کوئی طاقت۔اسلام کے علاوہ تمام مذاہب کی شناخت مٹ جائے اور اسلامی رنگ غالب آجائے کہ جس طرف بھی نظر دوڑائی جائے قرآن کی حکمرانی نظر آئے اور ایسا محسوس ہو کہ دنیا اب شرک وکفر کی غلاظتوں اور اس کے اثرات سے پاک ہوگئی ہے۔اس کو قرآن نے اس طرح بیان کیا ہے: وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تا کہ اسے پوری جنس دین پر غالب کردے خواہ مشرکوں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔(سورہ توبہ:۳۳)۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر اس دنیا میں اسلام کا عادلانہ نظام قائم ہوجائے تو دنیا شراب' جوا' رشوت' زنا' چوری' ڈاکہ زنی' ظلم وزیادتی اور دیگر تمام منکرات سے پاک ہوجائے گی۔عورتوں کی آبرو محفوظ رہے گی' لوگوں کی جان ومال کا تحفظ ہوگا اور ایک پاکیزہ ماحول کی تشکیل عمل میں آئے گی جس کے نتیجے میں معاشرہ اور سماج بہتر ہوگا اور ہر آدمی آزادانہ اور پرسکون زندگی بسر کرسکے گا جو اسلام کی آمد اور رسالت کا اہم مقصد ہے اور ظاہر ہے کہ نظام حق کے نفاذ کے لئے اسلامی اقتدار کی ضرورت ہے جس کے ذریعے حدود وکفارات نافذ ہوں گے۔معیشت' سیاست' عدالت اور زندگی کے ہر شعبے میں قرآن کے مطابق عمل ہوگا اور اس طرح دنیا مظالم سے پاک ہوگی' ورنہ وہ افراد جن کے ہاتھ میں قانون' سیاست' عدالت' معیشت اور تہذیب وتمدن نہ ہو اور نہ ملکی نظام ہو وہ ہزار چاہنے کے باوجود معاشرے میں صالح انقلاب نہیں لاسکتے اور نہ دنیا منکرات سے پاک ہوسکتی ہے۔اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لارہے تھے آپؐ کی زبان اقدس پر جو جملہ جاری تھا اس کا اہم جز حصول اقتدار کی دعا پر مشتمل تھا ۔(بنی اسرائیل:۸۰)۔اس سے معلوم ہوا کہ نظام حق کے قیام کے لئے اقتدار اور فرماں روائی نہایت ضروری ہے اس کے بغیر اس کا تصور محض خواب ہے جو شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا اور اقتدار اور غلبۂ دین کے لئے مسلمانوں کے درمیان اجتماعیت اور اتحاد کی سخت ضرورت ہے اسی لئے مذہب اسلام نے اس پر بڑا زور دیا ہے کہ اس قدر تاکید دنیا کے کسی مذہب نے نہیں دی ہے۔

اسی اتحاد اور اجتماعیت کی غرض سے جب آپؐ مدینہ تشریف لائے تو اہل کتاب سے فوری معاہدہ کیا تا کہ اسلام داخلی انتشار سے محفوظ رہے اور آپؐ مدینہ سے باہر دیگر قوتوں کا مقابلہ کرسکیں' اسی طرح آپؐ نے خانۂ کعبہ کی ازسرنو تعمیر کرنے کا ارادہ کیا اور آپؐ نے چاہا کہ بنائے ابراہیمی پر اس کو کردیا جائے لیکن مسلمانوں کے اختلاف اور شکوک وشبہات میں پڑنے کے اندیشے کی وجہ سے اس ارادے کو ترک فرمادیا۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ میرے بعد کچھ ظالم اور ناحق خلفاء خلافت کے عہدے پر فائز ہوں گے وہ اگر چہ نااہل ہوں گے لیکن تم ان سے اختلاف نہیں کرنا' ان کی اطاعت اور فرماں برداری تمہارے ذمے واجب ہے خواہ وہ تمہاری پشت پر کوڑے برسائیں۔(صحیح بخاری) اس میں حکمت یہ ہے کہ اگر خلیفہ کے خلاف آواز اٹھائی جائے گی تو اختلاف پیدا ہوگا' دونوں طرف سے تلواریں اٹھیں گی جس کے نتیجے میں خانہ جنگی ہوگی اسلامی نظام متاثر ہوگا اور باطل طاقتوں کو اس طرف نظر اٹھانے کا موقع ہاتھ آجائے گا چنانچہ حجاج بن یوسف ظالم بادشاہ تھا' اسلامی تاریخ میں بدنام ترین خلفاء میں ان کا شمار ہوتا ہے ان کے زمانہ میں اکابر صحابہ موجود تھے لیکن کسی نے ان کے خلاف آواز نہیں اٹھائی' تقریباً سبھی نے ان کی خلافت کو تسلیم کرتے ہوئے ان کے ہاتھ پر بیعت کرلیا تھا اس لئے کہ اگر آواز اٹھاتے تو اسلامی حکومت کمزور پڑ جاتی اور نئے فتنے پیدا ہو جاتے۔اگر چہ وہ ظالم تھا لیکن پھر بھی اسلامی سرحد کی حفاظت کر رہا تھا' اسلامی نظام کسی نہ کسی حد تک قائم تھا، اسلام اور مسلمانوں کی جانب سے دفاع ہو رہا تھا اور اسلامی پرچم بلند تھا جو رسالت کا مشن ہے۔

حضرت عثمان غنیؓ نے صحابۂ کرام اور مسلمانوں کی اجتماعیت باقی رکھنے کی غرض سے مصحف عثمانی کے علاوہ تمام مصاحف جلا دیئے تھے تا کہ مختلف انداز کی تلاوت کی وجہ سے مسلمان اختلاف اور کسی فتنے کے شکار نہ ہوں اور وہ سب ایک قرآن پر جمع ہوسکیں۔اسی کا اثر ہے کہ قرآن کے باب میں آج تک کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا ہے اور ملت اسلامیہ متحد اور ایک ہے۔اتحاد اور یکجہتی کا اس قدر اہتمام اس لئے کیا گیا ہے کہ اتحاد سب سے بڑی طاقت اور قوت ہے اس میں ایٹم بم اور بارود سے بھی زیادہ طاقت ہے۔اگر افراد بہت زیادہ ہوں مگر ان میں انتشار ہو تو کثرت کے باوجود ان کی دنیا میں کوئی حیثیت نہیں اور اگر افراد کہیں کم ہوں تاہم اتحاد ہو تو اقلیت کے باوجود ان کی طاقت زیادہ ہوگی اسی لئے کہا گیا ہے کہ متحد اقلیت منتشر اکثریت سے ہزار گنا زیادہ بہتر ہے۔اسی طرح جہاں اتحاد ہو وہاں ظاہری اسباب و وسائل کی کمی کے باوجود دنیا پر اس کا رعب ہوگا اور بڑی بڑی طاقتیں اس قوم کی طرف نگاہ نہیں اٹھا سکتی ہیں اور جس قوم کے پاس مادی طاقت بہت ہو لیکن اندرون خانہ خلفشار اور اختلاف کا شکار ہو وہ ساری طاقت رکھنے کے باوجود کمزور ہے' اس سے کوئی ڈرنے والا نہیں ہوگا۔آپ نے کتوں پر بچوں کو ڈھیلا پھینکتے ہوئے دیکھا ہوگا' کتے ہزار بھی ہوں گے پھر بھی ایک ڈھیلا ان سب کو بھگانے کے لئے کافی ہے کیوں کہ ان میں اتحادی قوت نہیں ہے' اس لئے وہ مقابلہ نہیں کرسکتے لیکن شہد مکھیوں پر کسی کو ڈھیلا مارنے کی قوت نہیں ہے اور نہ کوئی اس کی حماقت کرتا ہے بلکہ لوگ اس کے چھتے سے بچتے ہوئے نکلتے ہیں۔شہد مکھیاں دیکھنے میں نہایت کمزور ہیں لیکن ان کے اتحاد اور اجتماعیت نے انہیں ایسی طاقت ور بنادیا ہے کہ اچھے اچھے لوگ بھی انہیں چھیڑنے کے لئے ہزار بار سوچتے ہیں۔موتی یقیناً بہت قیمتی چیز ہے لیکن وہ گلے کا ہار اور زینت کا سامان نہیں بن سکتا جب تک کہ اسے دھاگے میں پرو نہ دیا جائے' اینٹ اور پتھر کے ذرات کے آپس میں جمنے اور ملنے کے بعد ہی بلڈنگوں اور عالیشان مکانوں کی تعمیر ہوتی ہے اگر وہ میدان میں بکھرے رہیں تو کبھی مکان کی تعمیر نہیں ہوسکتی۔ٹھیک اسی طرح آج مسلمانوں کے سارے مسائل کا حل ان کی اجتماعیت اور اتحاد ہے' وہ متحد نہیں ہیں اس لئے ان کی شریعت محفوظ نہیں' ان کی شناخت مٹانے کی کوشش کی جارہی ہے' ان کے سینوں سے ایمان چھیننے کی سازشیں کی جارہی ہیں۔وقفہ وقفہ سے کبھی طلاق ثلاثہ' کبھی وندے ماترم' کبھی سوریہ نمسکار اور کبھی حجاب اور اسلامی شعائر پر انگلیاں اٹھائی جارہی ہیں اور باطل طاقتیں مکمل کوشش کررہی ہیں کہ اسلام اور مسلمانوں کا خاتمہ ہوجائے۔کوئی مسلمان اپنی تہذیب اور شناخت کے ساتھ زندہ نہ رہے اگر کسی کو رہنا ہے تو وہ ہندووانہ تہذیب وتمدن کے ساتھ زندہ رہے' اس کی تعلیمات کو ہی اپنا رہبر اور پیشوا تسلیم کرے اور ایک خدا کی طاقت کا انکار کرتے ہوئے پھر زمانۂ جاہلیت کی طرف مسلمان لوٹ جائیں۔آج ملکی اور بین اقوامی جو مسائل اور نئے نئے فتنے جنم لے رہے ہیں ان کی وجہ مسلمانوں کا باہمی انتشار ہے' ان کا اختلاف یہاں تک پہنچا کہ ان کی مسجدیں' کتابیں' مدارس وغیرہ منقسم ہوگئیں اور وہ مختلف جماعتوں اور گروپ میں بٹ گئے۔اس انتشار کی وجہ سے اسمبلی اور پارلیمنٹ میں مسلمانوں کے نمائندے نہیں ہیں جو شریعت کے خلاف اٹھنے والی آواز کی مخالفت کرسکیں۔اس انتشار اور اختلاف کا علم تمام مخالفین کو اچھی طرح ہے وہ لوگ ان کی کمزوری سے مکمل واقف ہیں اس لئے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ ناچ ناچ رہے ہیں۔

قرآن وسنت اسلام کی اساس اور بنیاد ہے۔جن آیات واحادیث کی تشریحات نصوص میں موجود نہیں ہیں ان میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف ایک فطری چیز ہے اس لئے کہ اذہان اور عقلیں مختلف ہیں ان کی تعبیر ائمہ کرام نے اپنے اجتہادات کی روشنی میں پیش کی ہیں' ہر ایک کو یہ حق ہے کہ اپنے علم کی روشنی میں ان نصوص کی تعبیرات بیان کریں لیکن اسی کے ساتھ اتنی رواداری ضروری ہے کہ وہ اور ان کے متبعین ان پر عمل کریں اور دوسرے نظریات کے حامل لوگوں پر زبردستی ان کو نہ تھوپیں اور مخالف نظریات کے افراد کو بھی چاہئے کہ وہ جس تعبیر کو بہتر سمجھتے ہیں اس کو مانیں لیکن دوسروں کو ہرگز ہرگز نہ چھیڑیں۔کیوں کہ یہ اختلاف اجتہاد کی روشنی میں ہے جس میں خطا اور صواب کا امکان بہرحال موجود ہے۔یہ بالیقین نہیں کہا جاسکتا کہ ہم نے جو سمجھا ہے وہی صحیح ہے اور دوسرا غلط ہے۔ہر ایک مسلک کے پیچھے دلائل کی قوت ہے اور ان دلائل کے واسطے سے ہر ایک گویا حدیث پر عمل پیرا ہے پھر کسی ایک پر اصرار کسی بھی صورت میں جائز نہیں۔آج کل سارا اختلاف اسی وجہ سے ہے کہ ایک شخص اپنے مسلک اور فہم کو برحق سمجھتا ہے اور دوسرے کے فہم اور مسلک کو غلط تصور کرتا ہے' جزوی مسائل کو اصل کا درجہ دیا جارہا ہے گویا ان ہی جزئیات پر اسلام اور نجات کا انحصار ہو حالاں کہ ایسا نہیں ہے بلکہ جو بنیادی عقائد اور مسائل ہیں ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے وہ سب منصوص ہیں البتہ بعض جزوی مسائل ہیں جن کے بارے میں تفصیلات احادیث میں نہیں ہیں اور توسع اور آسانی پیدا کرنے کے لئے ان کو امت کے مجتہدین کے فہم پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ لوگ جس کو چاہیں اپنائیں کامیاب ہوجائیں گے کیوں کہ اجتہاد اگر صحیح ہے تو بھی کامیاب اور اگر غلط ہے تو بھی قابل عمل اور راہ نجات ہے مگر اپنے مسلک اور نظریات کے تحفظ میں لوگ اس قدر جٹے ہوئے ہیں کہ اگر اتنی طاقت اسلام کے فروغ میں لگادی جاتی تو شاید پوی دنیا میں اسلام پھیل جاتا۔ہر ایک جماعت اپنے کو سچا مسلمان اور دوسرے کو کافر اور گمراہ کہہ رہی ہے اور اس میں ساری طاقت صرف کررہی ہے جب کہ اس کا تعلق صرف اولی اور غیر اولی سے ہے۔صحابۂ کرام کے درمیان بہت سے مسائل میں اختلاف تھا لیکن اس کے باوجود کسی نے کسی کو غلط اور ناحق سے تعبیر نہیں کیا بلکہ خاموش طریقے پر جو جس کو صحیح سمجھتے اور جیسی روایت ان تک پہنچی تھی وہ اپنے علم کے مطابق عمل کرتے رہے اور مسلکوں کا اتحاد شریعت میں مطلوب بھی نہیں ہے کیوں کہ اگر یہ اللہ کو مقصود ہوتا تو وہ پوری ملت کو ایک مسلک پر قائم کردیتا جیسا کہ مصحف عثمانی پر آج پوری دنیا متفق ہے۔اس لئے بہتر ہے کہ ہم اپنی اپنی نمازیں پڑھیں' اپنی اپنی تفسیر کا مطالعہ کریں اپنے اکابر کے اجتہادات کی پیروی کریں لیکن سب متحد ہوکر اسلام کے چیلنجوں کے جواب کے لئے کمربستہ ہوجائیں' اسلام کی جانب سے بھرپور دفاع کریں اور شریعت کے خلاف اٹھنے والی آواز کو متحد ہوکر کچلنے کی کوشش کریں تا کہ اسلام اپنی شناخت کے ساتھ محفوظ رہ سکے اور کوئی آنکھ غلط نیت سے اس کی طرف اٹھانے کی جرأت نہ کرسکے۔

احادیث میں اتحاد کا حکم

☆ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بیشک اللہ تعالی تمہارے لیے تین چیزیں پسند کرتا ہے اور تین چیزوں کو پسند نہیں کرتا: پسند یہ کرتا ہے کہ تم اسی کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور تم سب اللہ تعالی کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور گروہ بندی میں مت پڑو اور وہ تین چیزیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا وہ یہ ہیں؛ بے ضرورت قیل وقال اور بحث ومباحثہ، بلاضرورت کسی سے سوال کرنا اور اضاعتِ مال (مسلم)

☆ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر غالب رہے گا، انہیں رسوا کرنے کی کوشش کرنے والا کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا، یہاں تک کہ اللہ تعالی کا حکم آجائے اور وہ اسی طرح حق پر غالب ہوں گے (مسلم)

☆ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک یہ امت عنقریب ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی، ۷۲/ آگ میں جائیں گے اور ایک جنت میں جائے گا اور وہی ملت اسلامیہ ہے (ترمذی) جبکہ مستدرک حاکم میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: ''وہ ایک گروہ کونسا ہوگا؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو میرے اور میرے صحابہ کے منہج پر ہوگا۔

ہندوستان میں آئی ایس آئی ایس؛ کتنی حقیقت کتنا فسانہ

افتخار گیلانی

حال ہی میں ہندوستان کی قومی تفتیشی ایجنسی یعنی این آئی اے نے دہلی اوراتر پردیش میں تقریباً۱۶؍مقامات پر چھاپہ ماری کرکے دس افراد کوحراست میں لیا، ایجنسی کا دعویٰ ہے کہ عالمی دہشت گرد تنظیم داعش یا آئی ایس آئی ایس کے نئے ماڈل حرکت الحرب الاسلام کے بینر تلے یہ افراد ۲۶؍جنوری کو یوم جمہوریہ کے موقعہ پر دہلی کے پولیس ہیڈکوارٹراور ہندوانتہا پسندوں کی مربی تنظیم آر ایس ایس کے دفتر پر حملے کی منصوبہ بندی کررہے تھے۔اسی دوران سرینگر میں چند نقاب پوش نوجوانوں نے نماز جمعہ کے بعد تاریخی جامع مسجد کے ممبر پر جوتے سمیت چڑھ کر داعش کا جھنڈا لہرایا۔جس سے عوامی حلقوں میں خاصا اضطراب پھیل گیا ہے۔داعش کے اس نئے ماڈل کی حقیقت اورسرینگر میں جامع مسجد کی حرمت کی پامالی ایک تحقیق طلب امر ہے، مگرجس طرح یہ واقعات ظہور پذیر ہوئے ہیں، اس میں کسی سوچی سمجھی سازش کی بو رچی ہوئی ہے۔مئی ۲۰۱۹ء کے عام انتخابات میں واضح اکثریت حاصل کرنے کیلئے وزیراعظم نریندر مودی کی حکومت اور برسراقتدار بھارتیہ جنتا پارٹی کسی بھی حدتک جانے کیلئے تیار ہے، اقتصادی محاذ پر پے درپے ناکامیوں کی وجہ سے مودی کا جادو پھیکا پڑ رہا ہے۔

دوسری طرف ایودھیا میں رام مندر کی تحریک بھی کچھ خاص زور پکڑ نہیں پا رہی ہے، جس سے بی جے پی کیلئے ہندو ووٹروں کو یکجا کرنا ایک ٹیڑھی کھیر ثابت ہورہی ہے۔اسی لئے اب ایسا لگتا ہے کہ آزمودہ فارمولہ کا استعمال کرتے ہوئے ایک بار پھر اکثریتی ہندو آبادی کو خوف کی نفسیات میں مبتلا کرکے ووٹ بٹورنے کے کھیل کا آغاز ہو چکا ہے۔۲۰۰۲ء میں گجرات کے شہر احمد آباد کے قلب میں واقع اکشر دھام مندر کے حملہ کی باز گشت ایک بار پھر سنائی دے رہی ہے، ستمبر ۲۰۰۲ء کو دو نامعلوم افراد نے سوامی نارائن فرقہ کی اس عبادت گاہ پر دھاوا بول کر ۳۲؍افراد کو ہلاک کیا تھا، انتخابی مہم میں اس کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے تین ماہ بعد بطور وزیر اعلیٰ نریندر مودی نے گجرات کے صوبائی انتخابات میں ایسی فتح حاصل کی کہ ۲۰۱۴ء میں وزیراعظم کے عہدہ پر فائز ہونے تک کوئی ان کو اس منصب سے بے دخل نہیں کرسکا۔اس حملہ کی تفتیش نے سبھی ریکارڈوں کو مات دے دی، اس حملہ کے مقدمہ میں سزائے موت سے باعزت بری ہونے والے مفتی عبدالقیوم منصوری نے اپنی کتاب ''گیارہ سال سلاخوں کے پیچھے'' میں عیاں کردیا کہ کس طرح سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے بے قصور مسلم نوجوانوں کو دہشت گردی کے جھوٹے الزامات میں پھنسا کر قید و بند کی زندگی گزارنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ستمبر ۲۰۰۲ء کو اکشر دھام مندر کے حملہ آوروں کو ۲۴؍گھنٹے تک چلنے والے ایک اعصاب شکن آپریشن کے بعد ہلاک کیا گیا۔تقریباً ایک سال تک اس کیس کی تفتیش اینٹی ٹیررسٹ اسکواڈ نے کی مگر کوئی پیش رفت نہیں ہوسکی، ایک سال کے بعد اس کیس کو گجرات پولیس کی کرائم برانچ کے حوالے کیا گیا جس نے ایک ہفتہ کے اندر ہی مفتی منصوری اور دیگر پانچ افراد کو گرفتار کرکے اس کیس کو حل کرنے کا دعویٰ کیا۔مفتی صاحب جمعیت علماء ہند کے ایک سرکردہ کارکن ہیں اور گرفتاری سے قبل ۲۰۰۲ء کے گجرات کے مسلم کش فسادات کے متاثرین کی باز آبادکاری کے لیے ایک ریلیف کیمپ کے انچارج تھے، نچلی عدالت نے مفتی صاحب اور دیگر متعلقین کو ۲۰۰۶ء کو موت کی سزا سنائی تھی جس کو گجرات ہائی کورٹ نے بھی برقرار رکھا تھا، مگر ۲۰۱۴ء میں سپریم کورٹ نے اس فیصلہ کو رد کرکے سبھی افراد کو باعزت بری کرنے کے احکامات صادر کئے۔مفتی صاحب نے اپنی کتاب میں دردناک واقعات کی تفصیل دی ہے، کہ کس طرح ان کو اکشر دھام مندر کے دہشت گردانہ واقعہ میں فریم کیا گیا، سخت جسمانی اور روحانی تشدد کے بعد ان کو بتایا گیا کہ وہ باہمی مشورہ اور بات چیت سے اس واقعہ میں اپنا کردار طے کریں، بلکہ مختلف مقدمات میں سے انتخاب کا بھی حق دیا گیا، کہ وہ گودھرا ٹرین سانحہ، سابق ریاستی وزیرداخلہ ہرین پانڈیا کے قتل، یا اکشر دھام میں سے کسی ایک کیس کا انتخاب کریں، جس میں انہیں فریم کیا جائے۔مفتی صاحب بیان کرتے ہیں: ''اس ظالم ڈی آئی جی ڈی ڈی ونجارا نے دوبارہ میری سرین پر نہایت ہی جنون اور پاگل پن سے ڈنڈے برسانے شروع کئے، یہاں تک کہ میرے کپڑے خون سے تر ہوگئے تو پولیس والوں سے کہا کہ ہاتھوں پر مارو، پھر میری ہتھیلیوں پر اتنے ڈنڈے برسائے گئے کہ ان کا رنگ بدل گیا۔ونجارا کی نظر میرے پیروں پر پڑی تو کہنے لگا کہ موٹا تازہ ہے، بھینس جیسے پیر ہیں، اس کے پیروں پر ڈنڈے برساؤ، ظالموں نے مجھے گرایا اور ایک موٹا، مکروہ چہرے والا شخص مجھے الٹا لٹا کر میری پیٹھ پر بیٹھ گیا، دوسرے لوگ میرے پیروں پر بیٹھ گئے، دو لوگوں نے میرے ہاتھ اور سر کو پکڑ لیا۔پھر ایک اور پولیس آفیسر نے اسی حالت میں میرے پیروں کے تلووں پر ڈنڈے برسانے شروع کئے، جب وہ تھک جاتا تھا، تو کچھ دیر رک جاتا اس پر ونجارا گالی دے کر کہتا اور مارو، رک کیوں گئے۔آخر کار میں بے ہوش ہوگیا۔پیروں کے تلوے بالکل ہرے ہوگئے تھے، ہاتھوں اور پیروں میں ورم آ گیا تھا، چلنا تو درکنار، پیروں پر بھی کھڑا نہیں ہوسکتا تھا۔

مفتی صاحب کے بقول ریمانڈ سے قبل ان کی باقاعدہ گرفتاری یعنی ۴۰؍دن تک رات بھر ان کے ساتھ ظلم وستم کا بازار اسی طرح چلتا رہا، اس دوران ان کو بجلی کے کرنٹ دیے گئے۔کتاب میں مفتی منصوری نے گجرات پولیس کے ظلم وتشدد کا ایسا نقشہ کھینچا ہے، کہ کلیجہ منہ کو آتا ہے۔دوران انٹیروگیشن انکو برہنہ کرکے شرمگاہ میں موٹا ڈنڈا داخل کیا جاتا تھا اور ایک پچکاری کے ذریعے پٹرول داخل کیا جاتا تھا، پیشاب کے سوراخ میں بجلی کا تار لگا کر کرنٹ دیا جاتا تھا۔

پورے کیس کی عمارت اردو میں تحریر ان دو خطوط پر ٹکی تھی، جو پولیس کے بقول مفتی صاحب نے لکھ کر حملہ آوروں کے حوالے کئے تھے، جو بعد میں ان کی جیبوں سے برآمد ہوئے۔فرانزک لیبارٹری نے مفتی صاحب کے ہینڈ رائٹنگ اوران خطوط کا موازنہ کرنے کے بعد رپورٹ دی، کہ یہ مفتی صاحب کے تحریر کردہ ہیں۔جس کا مطلب یہی ہے، کہ مفتی صاحب حملہ آوروں سے واقف تھے، اوران کی اعانت بھی کی۔مگر نہ ہی نچلی عدالت اور نہ ہی ہائی کورٹ نے یہ جاننے کی کوشش کی، کہ جب خود پولیس کے بقول حملہ آوروں کی لاشیں خون اور کیچڑ میں لت پت تھیں۔ان کے بدن گولیوں سے چھلنی تھے اوران حملہ آوروں کے جسموں میں ۴۶؍گولیوں کے نشانات تھے، تو یہ خطوط کیونکر صاف وشفاف تھے۔معلوم ہوا کہ مفتی صاحب سے یہ خطوط تین دن تک پولیس کسٹڈی میں لکھوائے گئے تھے۔دہشت گردی کی یہ کہانی جس میں ۳۲؍بے قصور ہندو زائرین کی جانیں چلی گئیں ابھی بھی انصاف کی منتظر ہے۔سوال یہ ہے کہ آخر وہ حملہ آور کون تھے؟ اس حملہ کی پلاننگ کس نے کی تھی؟ کس کو اس حملہ سے فائدہ حاصل ہوا؟ آخر بے قصور افراد کو گرفتار کرکے کس کی پردہ پوشی کی گئی؟

پچھلے کچھ عرصہ سے داعش کے حوالے سے ملک کے مختلف مقامات سے کچھ ایسے واقعات پیش آرہے ہیں، کہ لگتا ہے کہ مسلم نوجوانوں کو ایک بار پھر پھنسانے کیلئے کوئی جال بچھ رہا ہے۔آسام پولیس نے گزشتہ مئی میں آئی ایس ایس کے جھنڈے لگانے سے متعلق پوچھ تاچھ کے لئے جب ۶؍افراد کو حراست میں لیا تو معلوم ہوا کہ وہ سبھی بی جے پی سے جڑے تھے۔مقامی میڈیا رپورٹس کے مطابق ۷؍مئی کی رات پولیس نے کارروائی کرتے ہوئے نلباڑی ضلع کے بیلسور علاقے سے بی جے پی کے جن ممبروں کو داعش کے جھنڈے لگانے کے شک میں گرفتار کیا، ان کی پہچان تپن برمن، دوپ جیوتی ٹھکریا، سوروجیوتی بیشیہ، پولک برمن، مزمل علی اور مون علی کے طور پر کی گئی۔ان میں سے تپن برمن کانگریس کے سابق کاؤنسلر تھے، جو پچھلے سال ہی بی جے پی سے جڑ گئے تھے اور گرفتاری کے وقت اس کی ضلع کمیٹی کے ممبر تھے۔واضح ہو کہ ۳؍مئی کو نلباڑی ضلع میں داعش کا جھنڈا ایک درخت سے بندھا ملا تھا۔اس پر لکھے پیغام میں لوگوں سے اس گروہ میں شامل ہونے کو کہا گیا ہے۔

اسی طرح ایک نیوز چینل نے سرینگر میں داعش کے جھنڈے کے ساتھ کئی افراد کے ویڈیو حاصل کرکے کئی دن تک اس کو اچھالا۔پولیس نے چھان بین کرکے اس جھنڈے کو سینے والے پرانے شہر میں رہنے والے ایک درزی کو جب شامل تفتیش کیا، تو معلوم ہوا کہ چینل کے رپورٹر نے ہی اس جھنڈے کو بنانے کا آرڈر دیا تھا اور پھر ویڈیو بنا کر پورے ملک کو ہیجان میں مبتلا کرکے رکھ دیا۔

اس رپورٹر کے خلاف کارروائی نہ کرنے سے معاملہ اور بھی پیچیدہ ہوگیا، لگتا ہے کہ ایک باضابطہ پلان کے تحت کشمیر میں حریت پر قدغن لگا کر نیز ہندوستان نواز کشمیری قوم پرست جماعتوں پی ڈی پی اور نیشنل کانفرنس کیلئے سیاسی زمین تنگ کرکے کے ایک نئے سیاسی وجود کو لانچ کرنے کی تیاریاں چل رہی ہیں۔جب زخم کا بروقت علاج نہ کیا جائے، تو ناسور بن کر اس میں انفیکشن ہونے کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔کشمیر میں سیاسی خلا کو پر کرنے کیلئے کئی طاقتیں سرگرم ہوگئیں ہیں اور ایک غیر محسوس انداز میں ان کی پشت پناہی بھی ہورہی ہے۔خوش قسمتی سے فی الحال ان کا دائرہ محدود ہے، مگر اگر ایسی صورت حال جاری رہی، تو نہ صرف کشمیر کے دیگر علاقہ اس کی زد میں آسکتے ہیں، بلکہ یہ طاقتیں ہندوستان اور پاکستان کو بھی عدم استحکام سے دوچار کردیں گی۔جھوٹ کے سہارے بے گناہ افراد کو اپنی تفتیش کی خوراک بنا کر میڈل، ترقیاں اور سیاسی مقاصد تو حاصل کئے جاسکتے ہیں، مگر دہشت گردی پر قابو نہیں پایا جاسکتا، یہ بات جتنی جلدی نئی دہلی کے ارباب حل وعقد سمجھ سکیں، اس خطے کیلئے بہتر ہوگا۔(بحوالہ دی وائر)

کیا کافی ختم ہورہی ہے

ہم عام طور پر کافی کی صرف دو اقسام استعمال کرتے ہیں، دنیا بھر میں کافی کے پودوں کو لاحق خطرات کا پہلی بار تفصیلی اندازہ لگایا گیا ہے جس میں یہ امر سامنے آیا ہے کہ کافی کے ۱۲۴؍پودوں میں سے ۶۰؍فیصد پودے معدوم ہونے کے قریب ہیں۔کافی کی سو سے زائد اقسام کے پودے قدرتی طور پر جنگلوں میں اگتے ہیں جن میں وہ دو اقسام بھی شامل ہیں جو پینے والی کافی کے لیے استعمال ہوتے ہیں، دنیا میں پانچ میں سے ایک پودے کو معدومی کا خطرہ ہے۔رائل بوٹینیک گارڈنز، کیو کے ڈاکٹر آرون ڈیوس کہتے ہیں کہ اگر جنگلی اقسام نہ ہوتیں دنیا کو آج پینے کے لیے اتنی کافی نہ ملتی، کیونکہ اگر آپ کافی کی کاشتکاری کی تاریخ پر نظر دوڑائیں تو ہم نے کافی کی فصل کو مستحکم بنانے کے لیے جنگلی اقسام کا استعمال کیا ہے۔''سائنس ایڈوانسز'' جریدے میں شائع ہونے والی تحقیق کے مطابق جنگلی کافی کے تحفظ کے لیے ناکافی اقدامات کیے گئے، تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ جنگلی کافی کی ۷۵؍اقسام کو معدومی کے خطرے کا شکار سمجھا گیا ہے، ۳۵؍کو کوئی خطرہ نہیں اور بقیہ ۱۴؍کے بارے میں کوئی فیصلہ کن رائے دینے کے لیے بہت کم معلومات دستیاب ہیں۔اس کے علاوہ، یہ بھی پتا چلا کہ جنگلی کافی کی مختلف اقسام میں سے ۲۸؍فیصد غیر محفوظ علاقوں میں اگتی ہیں اور ان میں سے تقریباً نصف سیڈ بینکس میں محفوظ ہیں۔اسی حوالے سے گلوبل چینج بایولوجی کی ایک اور تحقیق کے مطابق موسمیاتی تبدیلی کے اثرات کو مدنظر رکھتے ہوئے جنگلی 'عربیکا' کافی کو باضابطہ طور پر خطرے سے دوچار (آئی یو سی این کی سرخ فہرست) قسم قرار دیا جاسکتا ہے، ایتھوپیا عربیکا کافی کا گھر ہے جہاں یہ برساتی جنگلوں میں قدرتی طور پر پیدا ہوتی ہے۔ادیس ابابا میں قائم انوائرمنٹ اینڈ کافی فارسٹ فورم کے ڈاکٹر ٹڈ لیس وولڈ مریم گول کہتے ہیں کہ ایتھوپیا کے لیے اور دنیا میں عربیکا کافی کو مدنظر رکھتے ہوئے، ہمیں اس کو جنگلوں میں لاحق خطرات کو سمجھنے کی اشد ضرورت ہے۔کافی استعمال کرنے والے بہت سے افراد اس امر سے بے خبر ہیں کہ ہم کافی کے ہزاروں قسم کے ذائقوں کے لیے کافی کی صرف دو اقسام کا استعمال کرتے ہیں یعنی ''کافیا عربیکا'' اور ''کافیا روبسٹا'' درحقیقت، کافی کی ۱۲۲؍اقسام قدرتی طور پر جنگلوں میں پیدا ہوتی ہیں۔جنگلی کافی کی بہت سی اقسام پینے میں خوش ذائقہ نہیں ہوتیں لیکن بہت سی اقسام میں ایسے جینیاتی عناصر ہوتے ہیں جو موسمیاتی تبدیلی اور کافی کے پودوں میں بیماری پیدا ہونے جیسے عوامل کے باوجود کافی کے پودوں کی مستقبل میں بقا میں کے لیے مددگار ثابت ہوسکتے ہیں۔محققین کہتے ہیں کہ ہمیں دنیا میں کافی کی فصل کے مستقبل کے لیے جنگلی اقسام کو بچانے کی ضرورت پر زور دینا ہوگا۔(ہیلن برگز، بحوالہ بی بی سی)

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

سوڈان: مظاہرین کی موت پر اقوام متحدہ کو تشویش

سوڈان حکومت کی مظاہرین پر کی گئی کارروائی میں ۲۴/لوگوں کی موت پر اقوام متحدہ نے تشویش ظاہر کی ہے، اقوام متحدہ انسانی حقوق تنظیم کی ہائی کمشنر مشیل بیچ لیٹ نے ان اموات کو باعث تشویش بتایا ہے، خیال رہے کہ سوڈان میں کھانے پینے کی چیزوں اور ایندھن کی سپلائی میں کمی کے خلاف مظاہرے ہورہے ہیں، اسی دوران سوڈان کے سلامتی دستوں نے ایک اسپتال میں پناہ لینے والے مظاہرین پر گولیاں چلائیں اور آنسو گیس کے گولے چھوڑے۔ حکومت کی مظاہرین پر کی گئی اس سخت کارروائی میں ۲۴/افراد کی موت ہوگئی۔ بیچ لیٹ نے اس پر ردعمل ظاہر کرتے ہوئے سوڈانی افسروں سے آگے اور تشدد سے کام نہ لینے کی اپیل کی ہے۔ (نیوز۔۱۸)

شام میں دھماکے میں ۳۰/افراد ہلاک

شام کے شمالی علاقے میں واقع کرد ش جنگجوؤں کے قبضے والے منبز شہر میں بدھ کو ایک دھماکے میں ۳۰/افراد جاں بحق ہوگئے۔ یہ دھماکہ منبز شہر کے وسط میں امریکی دستہ کی گشت کے دوران ہوا، دھماکے میں کتنے امریکی فوجی ہلاک ہوئے ہیں اس کے بارے میں اب تک اطلاعات نہیں ملی ہیں۔ پولیس یہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہی ہے کہ اس دھماکے کا ذمہ دار کون ہے۔ (نیوز۔۱۸)

کانگو میں فرقہ وارانہ تشدد میں ایک ماہ کے دوران ۸۹۰/لوگ ہلاک

اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے دفتر (او ایچ سی ایچ آر) نے کہا ہے کہ مغربی افریقہ کی جمہوری ریاست کانگو (ڈی آر کانگو) میں فرقہ وارانہ تشدد میں گزشتہ ایک ماہ کے دوران تقریباً ۸۹۰/لوگ مارے گئے ہیں۔ او ایچ سی ایچ آر کے مطابق مائی ڈونبے صوبے کے یمبی علاقے کے چار گاوؤں میں بنونو اور باٹینڈے فرقوں کے درمیان تصادم کے دوران ۱۶/ سے ۱۸/دسمبر ۲۰۱۸ء کے درمیان ۸۹۰/افراد ہلاک ہوئے۔ علاقے کے زیادہ تر لوگ نقل مکانی کر گئے ہیں اور ۳۰/دسمبر کو یمبی علاقے میں ہونے والا صدارتی انتخابات بھی تشدد اور سکیورٹی کی وجہ سے ملتوی کرنا پڑا تھا۔ (یو این آئی)

تحریک عدم اعتماد کے ناکام ہونے پر مایوسی ہوئی: صادق

لندن کے میئر صادق خان نے پارلیمنٹ کے ایوان زیریں ہاؤس آف کامنس میں تھریسا مے حکومت کے خلاف تحریک عدم اعتماد کے ناکام ہونے پر گہری مایوسی کا اظہار کیا ہے، مسٹر خان نے بدھ کو ٹویٹ کرتے ہوئے کہا: ''بہت مایوسی ہوئی، کنزرویٹو پارٹی کے ارکانِ پارلیمان نے آج رات قومی مفاد سے اوپر سیاسی مفاد کو رکھا، حکومت کو فوری طور پر آرٹیکل ۵۰/کو واپس لینا چاہئے۔'' (یو این آئی)

چین۔امریکہ کاروباری معاہدہ جلد از جلد ہو: وانگ

چین کے وزیر خارجہ وانگ یی نے کہا ہے کہ چین اور امریکہ کو جلد از جلد کاروباری معاہدہ کرکے دونوں ملکوں کے شہریوں اور دنیا کے دیگر ملکوں کو راحت پہنچانی چاہئے۔ مسٹر وانگ نے میڈیا سے بات کرتے ہوئے کہا کہ دونوں ملکوں کو ایک دوسرے کو راحت دیتے ہوئے جلد از جلد معاہدہ کرکے پوری دنیا کو اچھی خبر دینی چاہئے۔ مسٹر وانگ کا خیال ہے کہ دونوں ملکوں کے دوطرفہ کاروباری مذاکرات میں اہم پیش رفت ہوئی ہے۔ (یو این آئی)

کولمبیا میں کار بم دھماکے میں ۲۱/افراد ہلاک، ۶۸/زخمی

جنوبی امریکی ملک کولمبیا کے دارالحکومت بوگوٹا میں پولیس ٹریننگ اکیڈمی میں کار بم دھماکے کے نتیجے میں ۲۱/افراد ہلاک جب کہ ۶۸/زخمی ہوگئے۔ دھماکہ اتنا شدید تھا کہ آواز دور دور تک سنائی دی جب کہ آس پاس کی عمارتوں کے شیشے بھی ٹوٹ گئے، واقعہ کے بعد پولیس نے دھماکے کی جگہ کو گھیرے میں لے لیا اور امدادی اہلکاروں نے زخمیوں کو فوراً قریبی اسپتال منتقل کیا جہاں زخمیوں کی حالت تشویشناک ہونے کے باعث ہلاکتوں میں اضافے کا خدشہ ہے۔ حکومت کی جانب سے دھماکے کی شدید مذمت کی گئی ہے اور ملک میں ۳/دن کے سوگ کا اعلان کیا گیا ہے جب کہ کولمبیا کے صدر کا کہنا ہے کہ حملے کے ذمہ داروں کو انصاف کے کٹہرے میں ضرور لائیں گے۔ (نیوز ایکسپریس)

آسٹریلیا میں مسلمان لڑکی پر حملہ، حجاب کھینچ ڈالا

آسٹریلیا میں مسلمانوں سے نفرت کا تازہ واقعہ پیش آیا ہے، ایک شرپسند خاتون نے چلتی ٹرین میں باحجاب لڑکی پر حملہ کرکے اسے زدوکوب کیا اور گالیاں دیں۔ بین الاقوامی میڈیا کے مطابق میلبورن شہر میں اسلاموفوبیا کی شکار ایک شرپسند خاتون ٹرین میں موجود مسلمان خواتین کی موجودگی پر سیخ پا ہوگئی اور ایک مسلمان لڑکی کو تشدد کا نشانہ بنانے کی کوشش کی اسے بچانے دوسری مسلمان لڑکی آئی تو اس پر تشدد کیا اور گالیاں بکیں۔ تشدد کی شکار مسلمان خاتون نے سوشل میڈیا پر واقعے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھا کہ اسے نفرت انگیزی کا نشانہ اس وقت بنایا جب وہ دوسری مسلمان خاتون کو حملہ آور کے نرغے سے بچانے کی کوشش کررہی تھی۔ بیس سالہ فہیمہ ایدن نے لکھا کہ مسلمان خاتون کو بچانے پر آسٹریلوی خاتون نے اس پر حملہ کردیا، دھکے دیے، مغلظات بکیں اور زدوکوب کیا۔ واقعے سے متعلق ایک ویڈیو بھی منظر عام پر آئی ہے جس میں خاتون اپنی نفرت کا اظہار کرتے ہوئے باحجاب لڑکی کو دھکے دے رہی ہے، متاثرہ لڑکی نے حملہ آور کو بتایا کہ وہ آسٹریلوی شہری ہے جب کہ حملہ آور خاتون چلاتی رہی کہ ''مجھے اسلام سے نفرت ہے، مسلمان دہشت گرد ہیں۔'' (نیوز ایکسپریس)

تعلیم و روزگار

اب تعلیم کا حصول ہوگا سستا، بجٹ میں ہوسکتا ہے فیصلہ

یکم فروری کو اس سال کا عبوری بجٹ پیش ہونے والا ہے۔ یہ بجٹ مودی حکومت کا انتخابی بجٹ ہوگا۔ اس بجٹ میں بچوں کو اعلیٰ تعلیم میں داخلہ دلانے کی تیاری کررہے والدین کیلئے اچھی خبر مل سکتی ہے۔ حکومت ایجوکیشن سیکٹر میں کچھ خدمات پر جی ایس ٹی کی شرحوں پر دوبارہ غور کرنے کیلئے تیار ہے، وزارت خزانہ کے وزیر مملکت شیو پرتاپ شکل نے اس بارے میں بتایا کہ اگر حکومت کو اس کے حق میں مضبوط بنیاد ملتی ہے، تو وہ تعلیمی سیکٹر میں جی ایس ٹی پر غور کرے گی۔ آئی اے این ایس کی خبر کے مطابق کنسلٹنگ گروپ اسٹیٹ فرسٹ اور ایسوچیم کے پری بجٹ مباحثہ میں وزیر مملکت نے کہا کہ حالانکہ ہر سیکٹر سے ٹیکس کم کرنے کا مطالبہ کیا جارہا ہے اور ملک کو چلانے کیلئے بڑے ریوینیو کی ضرورت ہے، آپ تعلیمی سیکٹر کی کچھ خدمات پر ٹیکس کا جائزہ لینے کی سفارش کرسکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر کچھ چیزوں پر ٹیکس کی شرحوں پر از سر نو غور کرنے کی مضبوط وجہ ہو، تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ معاملہ میں وزیر خزانہ ارون جیٹلی کے سامنے اٹھاوں گا۔ (نیوز۔۱۸)

آئندہ بجٹ میں آئرن پر امپورٹ ڈیوٹی بڑھا سکتی ہے حکومت

حکومت آئرن پر امپورٹ ڈیوٹی بڑھانے کو لیکر سنجیدگی سے غور کررہی ہے اور اس پر جلد ہی فیصلہ ہوسکتا ہے۔ اس کا اعلان بجٹ میں ہوسکتا ہے، ریل کمپنیوں کو بڑھاوا دینے کیلئے حکومت بجٹ میں آئرن اور امپورٹ ڈیوٹی بڑھا سکتی ہے۔ آئرن پر ابھی صرف 2.5 فیصدی کی امپورٹ ڈیوٹی لگتی ہے۔ گزشتہ کاروباری سال سے اس کاروباری سال میں آئرن کا امپورٹ قریب ۶۰/فیصدی بڑھ چکا ہے، امپورٹ بڑھنے سے گھریلو آئرن کی مائننگ کرنے والی کمپنیوں کو کافی زیادہ نقصان ہورہا ہے۔ اس لئے گھریلو مائننگ کرنے والی کمپنیوں نے آئرن پر امپورٹ ڈیوٹی لگانے کی مانگ کی تھی کہ آئرن پر جو امپورٹ ڈیوٹی 2.5 فیصدی ہے اسے بڑھاکر ۳۰/فیصد کردیا جائے۔ (نیوز۔۱۸)

یکم فروری سے ہوائی سفر ہوگا مہنگا، ایئرپورٹ پر لگے گا لگیج اسکیننگ چارج

ہوائی سفر پر لگنے والے کئی سارے چارجز میں ایک اور چارج جڑ گیا ہے، دہلی ایئرپورٹ پر آپ کو اپنا سامان چیک ان (Check In) کرانے کے لیے بھی زیادہ پیسے خرچ کرنے ہوں گے۔ ہر مسافر کیلئے ۵/روپئے سے ۵۰/روپئے کے درمیان کا یہ نیا چارج اندرا گاندھی انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر یکم فروری ۲۰۱۹ء سے نافذ ہوگا۔ ایئرپورٹ گھریلو اڑان پر ایک سو دس روپئے سے ۸۸۰/روپئے ایئرلائنس سے لے گا۔ انٹرنیشنل پرواز پر 149.33 ڈالر کے بیچ چارج لگے گا۔ ایئرلائنس یہ رقم مسافروں سے وصولیں گی۔ اس طرح ہر مسافر کو ۵/روپئے سے ۵۰/روپئے تک کا چارج دینا ہوگا۔ (نیوز۔۱۸)

یکم فروری کو پیش ہوگا عبوری بجٹ، بجٹ اجلاس ۳۱/جنوری سے ۱۳/فروری تک

یکم فروری ۲۰۱۹ء کو پارلیمنٹ میں عبوری بجٹ پیش کیا جائے گا۔ بجٹ صبح ۱۱/بجے پیش کیا جائے گا، وزیر خزانہ ارون جیٹلی مالی سال ۲۰۱۹ء کا عبوری بجٹ پیش کریں گے۔ سی سی پی اے کی میٹنگ میں اس پر فیصلہ ہوگیا ہے۔ ۳۱/جنوری سے ۱۳/فروری تک بجٹ اجلاس چلے گا۔ وزارت خزانہ ۲۰۱۹ء کے لئے عبوری بجٹ تیار کرنے کا کام پہلے ہی شروع کرچکی ہے۔ وزارت بجٹ تقریر کے لئے پہلے ہی مختلف مرکزی وزارتوں اور محکموں سے اپنی رائے دینے کا مطالبہ کرچکی ہے۔ سال ۲۰۱۹ء کے عام انتخابات سے پہلے بی جے پی کی زیر قیادت این ڈی اے حکومت کا یہ آخری بجٹ ہے۔ (نیوز۔۱۸)

آئندہ انتخابات ای وی ایم سے ہی ہوں گے: الیکشن کمیشن

چیف الیکشن کمشنر سنیل اروڑہ نے واضح کیا کہ الیکٹرانک ووٹنگ مشین (ای وی ایم) کے اعتماد پر سوال اٹھایا جانا غلط ہے اور ملک میں انتخاب بیلٹ پیپر کے توسط سے نہیں بلکہ ای وی ایم سے ہی کرائے جائیں گے۔

آئندہ لوک سبھا انتخاب کی تیاریوں کا جائزہ لینے کیلئے بہار کے دوروزہ دورے پر آئی الیکشن کی ٹیم کے دورے کے آخری دن یہاں ضلع مجسٹریٹوں، پولیس سپرنٹنڈنٹوں، چیف سکریٹری، داخلہ سکریٹری اور پولیس ڈائریکٹر جنرل کے ساتھ اجلاس کے بعد منعقدہ پریس کانفرنس میں چیف الیکشن کمشنر مسٹر اروڑہ نے کہا کہ ای وی ایم کی معتبریت پر سوال اٹھانا غلط ہے ای وی ایم کو فٹبال نہیں بنایا جانا چاہئے۔ مسٹر اروڑہ نے کہا کہ سال ۲۰۱۴ء کے لوک سبھا انتخاب کا نتیجہ آیا اس کے بعد کئی ریاستوں میں اسمبلی کے انتخابات ہوچکے ہیں۔ اس کے بعد جن ریاستوں میں انتخابات ہوئے ہیں وہاں مختلف نتائج آئے۔ انہوں نے کہا کہ حال کے دنوں میں پانچ ریاستوں میں اسمبلی انتخابات ہوئے اور وہاں بھی مختلف نتائج آئے۔ ای وی ایم پوری طرح سے تکنیکی طور پر درست ہے اور اس میں چھیڑ چھاڑ ناممکن ہے۔ (یو این آئی)

جے ای ای مینس کا ریزلٹ ۳۱/جنوری تک جاری ہوگا

انجینئرنگ میں داخلہ کے لیے لیے جانے والے مقابلہ جاتی امتحان جے ای ای مینس ۲۰۱۹ء کا ریزلٹ ۳۱/جنوری ۲۰۱۹ء تک جاری کردیے جانے کا امکان ہے۔ طلبہ وطالبات اپنے امتحان کا ریزلٹ این ٹی اے جے ای ای مینس کی آفیشیل ویب سائٹ jeemain.nic.in پر لاگ ان کرکے اپنا رزلٹ معلوم کرسکتے ہیں۔ خیال رہے کہ اس سال جے ای ای مینس کا امتحان ۸/تا ۱۲/جنوری منعقد ہوا تھا، جس میں کل گیارہ لاکھ امیدوار شامل ہوئے تھے، جے ای ای مینس میں کامیاب طلبہ جے ای ای ایڈوانس کا امتحان دینے کے اہل ہوتے ہیں۔

طب وسائنس

کینسر سے بچنے کے لئے احتیاطی تدابیر

محمد فیصل خان

کینسر ایک جان لیوا مرض ہے۔ پوری دنیا میں ۴/فروری کو ہر سال کینسر کے مرض سے بچنے کے لئے عوامی بیداری لائی جاتی ہے۔ اس دن کو منانے کا مقصد اس کی علامات، تشخیص، علاج اور احتیاطی تدابیر سے عوام کو آگاہ کرنا ہے۔ دنیا میں ہر سال تقریبا ۷۰/لاکھ سے زائد افراد اس خطرناک بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں، یہ بیماری پھیپھڑوں، بریسٹ، منہ، حلق، ہونٹ اور جگر وغیرہ کا کینسر زیادہ پایا جاتا ہے، بچوں میں بھی مختلف اقسام کے کینسر کی شرح بڑھ رہی ہے، بلڈ کینسر، ہڈیوں کا کینسر، آنکھوں اور گردوں کے کینسر کا زیادہ شکار ہو رہے ہیں، موٹاپا کینسر کا ایک اہم سبب ہے، اسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، مرد ایسی جگہوں پر کام کرتے ہیں، جہاں کیمیائی اجزاء کا اخراج ہوتا ہے، جیسے کہ فصلوں میں کیڑے مار ادویات، سیمنٹ اور ادویات سازی، اور ایسے فیکٹریاں یا کارخانے وانڈسٹریز جہاں کیمیکل اجزاء کا اخراج ہوتا ہو وغیرہ۔ عام طور پر جسم کے کسی بھی عضو میں خلیات کا بڑھنا ہے، جو عام طور پر رسولی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، اس کے علاوہ دیگر وجوہات میں وزن کا گھٹنا، بخار کا رہنا کے علاوہ خون کی کمی، فضلے، پیشاب سے خون آنا، کھانسی کے ساتھ خون آنا۔ خواتین کے بریسٹ میں گھٹلی یا گومڑ کا بننا۔ اگر یہ علامات ہوں تو فورا کینسر کا ٹیسٹ کروانا چاہیے۔ ایک تحقیق کے مطابق مردوں میں کینسر کے مریض زیادہ ہونے کی وجہ ان کا لائف اسٹائل ہے۔ اس کی وجہ مردوں کا زیادہ تمبا کو نوشی اور شراب نوشی کرنا بھی ہے۔ سب سے خطرناک بیماری کینسر کیوں ہوتا ہے؟ اس کے ہونے اسباب تلاش کر لیے جائیں تو ایسی احتیاطی تدابیر اختیار کی جاسکتی ہیں، جن سے کینسر سے بچاؤ ممکن ہو۔ لیکن اس سوال کا جواب کسی کے پاس نہیں ہے کہ کینسر کیوں ہوتا ہے؟ ماہرین نے اس کا کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا، اس کی وجہ کینسر کی بے شمار اقسام ہیں۔ ہر قسم کے کینسر کی وجہ الگ ہوتی ہے۔ لیکن اس کی بنیادی وجہ ناقص غذا، ہوا، آلودگی ہر قسم کی فضائی، آبی تاب کاری، زرعی ادویات، نشہ ہر قسم کا، ماحولیاتی آلودگی بھی اس کا ایک اہم سبب ہے۔ یہ بات قارئین کے لیے بڑی اہم ہوگی کہ کینسر کی کوئی خاص وجوہات کا علم نہیں ہو سکا ہے۔ ایک ملک کے معروف روحانی اسکالر کا کہنا ہے کہ کینسر صرف بیماری ہی نہیں ہے بلکہ ہماری طرز زندگی کا ردعمل بھی ہے۔ اس کی سینکڑوں ماحولیاتی وجوہات ہیں اور ہمارے طرز زندگی کے علاوہ ہماری غذا کے ساتھ ساتھ روحانی ونفسیاتی وجوہات بھی ہیں جو میں سمجھا ہوں وہ یہ ہے کہ زندگی کا اعتدال سے ہٹ جانے پر کینسر ہوسکتا ہے۔ مردوں میں سر، حلق، زبان، اور منہ کے علاوہ پھیپھڑوں کے کینسر کی شرح بہت زیادہ ہے۔ اس میں سے پھیپھڑوں کا کینسر سب سے زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ جگر کا کینسر دوسرے نمبر پر ہے۔ خواتین اپنے سے زیادہ اپنے شوہر اور بچوں کا خیال رکھتی ہیں اور خود ناکافی غذا کھاتی ہیں، اس طرح ان کو متوازن خوراک نہیں ملتی اور متوازن غذا کی کمی کی وجہ سے بھی کینسر کی شکار ہوسکتی ہیں۔ اسی طرح مرچ مصالحے، بند ڈبوں کے کھانے، سگیٹ نوشی کرنے سے پھیپھڑوں کا کینسر ہوتا ہے جبکہ سیمنٹ کا کام کرنے والے اور جو کان کنی کا کام کرتے ہیں، ان میں کینسر کا تناسب زیادہ ہوتا ہے۔ کینسر سے بچاؤ کے لیے جہاں تک احتیاطی تدابیر کا ذکر ہے۔ اس کا تعلق طرز زندگی سے ہے، اگر ہم اپنا لائف اسٹائل بدل لیں تو ان میں کینسر کے امکانات کم ہوسکتے ہیں۔ سادہ زندگی گزاریں، عبادات پابندی سے کریں، مرغن غذاؤں سے پرہیز، ہر قسم کے نشہ سے دور رہیں، ورزش کی پابندی، صبح تازہ ہوا میں چہل قدمی، صفائی بدنی، گھر، اور جہاں کام کرتے ہیں اس کا خیال رکھیں، قبض نہ ہونے دیں، متوازن غذا کا استعمال، صاف پانی استعمال کریں، مرض کی بروقت تشخیص، ڈپریشن سے بچاؤ، آلودگی سے بچاؤ، بروقت تشخیص کسی بھی مرض کے علاج کے لیے بہت ضروری ہوتی ہے، اس کے بغیر علاج ممکن ہی نہیں ہے۔ کینسر میں تشخیص کا دارومدار اس پر ہے کہ کینسر کس عضو میں ہے، بروقت تشخیص، موثر علاج، احتیاطی تدابیر، روزانہ ورزش، سبزیوں کے استعمال سے کینسر کے متعلق ۴۰ سے ۵۰ فیصد بیماریوں سے بچاؤ ممکن ہے۔ کولون کینسر کی ایک ایسی قسم ہے، جس کا تناسب بڑھتا جارہا ہے، اس کا علاج قبض نہ ہونے دینا، متوازن غذا ہی بچاؤ کا طریقہ ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبض کو امراض کی ماں قرار دیا ہے۔ جگر کا کینسر ہیپا ٹائٹس بی اور سی والے مریضوں میں ہوتا ہے، اس لیے یرقان سے بچاؤ کے حفاظتی ٹیکے لگوالینا چاہیے، ہیپا ٹائٹس کا بروقت علاج جگر کے کینسر سے بچاؤ کا علاج ہے۔ جدید سائنس میں الٹرا ساؤنڈ بنیادی تشخیص کا درجہ رکھتا ہے۔ سب سے پہلے سرجری کے ذریعہ کینسر کا علاج کیا جاتا تھا۔ اس سے پہلے اس عضو کو کاٹ دیا جاتا تھا، جو کینسر زدہ ہوتا تھا۔ ماہرین نے سوچا یہ کوئی مستقل، دائمی اور حتمی طریقہ علاج نہیں ہے۔ گزشتہ دو تین دہائیں سے کینسر کے علاج کے سلسلے میں کافی پیش رفت ہوئی ہے۔ مثلا بچوں میں پائے جانے والے خون کے کینسر اور خواتین میں بریسٹ کینسر کا علاج کافی حد تک ممکن بنا لیا گیا ہے۔ جدید تحقیقات کے ذریعے اب کینسر کے خلیات کی درست تشخیص کر کے ان کی ادویات بنائی گئی ہیں۔ ادویات کے علاوہ کینسر کا علاج اب ریڈی ایشن کے ذریعہ بھی کیا جارہا ہے۔ اس کے لئے تمام اقسام کے کینسرز کے لیے، تجربات اور ادویات سازی کا کام جاری ہے۔ جدید تحقیقات کے مطابق ادویات سے کافی حد تک کینسر کا علاج ممکن ہے۔ ترقی پذیر مما لک میں کینسر کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے۔ اب تک تو ترقی یافتہ مما لک اور ترقی پذیر مما لک میں کینسر کے کیسیز کی تعداد برابر ہے، لیکن آئندہ دس سالوں میں ایک محتاط اندازے کے مطابق ترقی پذیر مما لک میں ان کیسز کی تعداد ۷۵ فیصد تک بڑھ جائے گی۔ HOW کی ایک رپورٹ کے مطابق 2005-2018 کے عشرہ میں آٹھ کروڑ چالیس لاکھ افراد کینسر کی وجہ سے موت کے منہ میں چلے جائیں گے۔ اگر مناسب تدابیر برائے تشخیص اور علاج مہیا کردی جائیں تو اس میں خاطر خواہ کمی لائی جاسکتی ہے۔

ہفتۂ رفتہ

حضرت مولانا سید محمد واضح رشید ندوی، ممتاز ادیب وانشاء پرداز اور صاحب فکر ونظر عالم دین تھے : حضرت امیر شریعت مدظلہ

دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنو کے معتمد تعلیم، عربی اور اردو کے ممتاز ادیب وانشاء پرداز، صاحب فکر ونظر عالم دین حضرت مولانا سید محمد واضح رشید ندوی کے سانحۂ ارتحال پر امارت شرعیہ میں منعقد تعزیتی نشست سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ نے فرمایا کہ مولانا ایک بڑے ممتاز عالم دین، خدمت گذار انسان اور عربی کی باریکیوں کو سمجھنے والے تھے، مولانا سے میری پہلی ملاقات ۵۵/سال پہلے ۱۹۶۲ء میں ندوۃ العلماء میں ہوئی، اس کے بعد پھر دہلی میں ہوئی، اس زمانہ میں وہ سفارتخانہ کے شعبۂ عربی سے وابستہ تھے، پھر ندوۃ العلماء میں تدریسی خدمات انجام دینے لگے، یہاں ان کی صلاحیت وصالحیت عام لوگوں کے سامنے آئی، وہ ایک حساس، ذمہ دار اور کامیاب مربی کی حیثیت سے سیراب کرتے رہے، وہ ہندوستان میں عربی کے سب سے بڑے ماہر تھے، لغت پر اچھی نگاہ تھی، ان کا انداز تحریر بہت ہی نفیس اور دل پر اثر کرنے والا تھا، انہوں نے اپنی صلاحیت سے طلبہ کی تعمیر کی، خاموش طبیعت تھے لیکن ہر چیز پر ان کی اچھی نگاہ رہتی، عالم عرب کے بدلتے ہوئے حالات پر ان کی گہری نظر تھی، حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم اور مولانا مرحوم دونوں سگے بھائی تھے اور ان دونوں میں بڑا گہرا قلبی تعلق تھا، ان دونوں کی الفت ومحبت اور اطاعت وفرمانبرداری قابل تقلید اور مثالی ہے، وہ اللہ والے تھے، اوراد ووظائف، ذکر وتسبیح میں مشغول رہنا ان کا بڑا امتیاز تھا، انہوں نے وقت کی قیمت کو سمجھا اور اس کا بھرپور استعمال کیا، اللہ تعالیٰ ندوۃ العلماء کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ اس حادثۂ فاجعہ کی خبر سن کر امارت شرعیہ کے سارے اصحاب وکارکنان غم واندوہ میں ڈوب گئے اور حضرت امیر شریعت کی صدارت میں تعزیتی نشست میٹنگ ہال میں طلب کی گئی، اس تعزیتی نشست سے خطاب کرتے ہوئے ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب نے کہا کہ مولانا علم وفکر اور تحریر میں پختہ کار عالم دین تھے، اردو اور عربی میں یکساں لکھتے تھے، مجھے ان کی تحریروں سے استفادہ کا برابر موقع ملتا رہا، بلاشبہ ان کے انتقال سے ایک بڑا علمی خلا پیدا ہوگیا ہے۔ مولانا محمد شبلی القاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ مولانا سے پہلی ملاقات میں ہی میں بے حد متاثر ہوا، وہ متواضع اور منکسر المزاج عالم دین تھے، سچی بات یہ ہے کہ ان کا تواضع وانکساری مثالی تھی، جو اکابر ہمارے درمیان موجود ہیں، ہم سب لوگ ان کی صحت وعافیت کے لیے برابر دعا کرتے رہیں، نائب ناظم مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نے تمہیدی گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مولانا کا وصال ایک بڑا علمی وملی سانحہ ہے، ان کے انتقال سے ایک بڑا خلا پیدا ہوگیا ہے، مولانا عبدالباسط ندوی صاحب سکریٹری المعہد العالی نے کہا کہ مولانا ہمارے شفیق استاذ تھے، مجھ پر ان کی بہت ہی شفقتیں اور عنایتیں رہی ہیں، سیرۃ النبی کی ساتویں جلد کی تعریب میں انہوں نے قدم قدم پر میری رہنمائی کی، اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ مولانا کا مطالعہ وسیع تھا اور فکر بہت پختہ، انہوں نے اپنی تحریر وتدریس کے ذریعہ بڑے حلقے کو فائدہ پہونچایا، مولانا عبدالروؤف رحمانی مونگیر نے کہا کہ ہم سب کو قضا وقدر کے فیصلوں پر راضی رہنا چاہیے یہ مومن کی علامت ہے، بلاشبہ مولانا ایک بافیض عالم دین تھے، اور کامیاب مدرس بھی، اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر رحمت کی بارش فرمائے، مولانا رضوان احمد ندوی نے کہا کہ حضرت مولانا عالم اسلام کے بدلتے ہوئے سیاسی وسماجی حالات پر بڑی گہری نظر رکھتے تھے اور مغربی تہذیب وتمدن کے عیوب ونقائص پر جرأت مندانہ تبصرے کرتے، جن کی علمی حلقوں میں بڑی پذیرائی ہوتی، وہ زیادہ تر عربی زبان میں لکھتے اور خوب لکھتے اور جدید اصطلاحات سے قارئین کو علمی استفادہ کا موقع فراہم کرتے، اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔ واضح ہو کہ مولانا ۱۶/جنوری ۲۰۱۹ء کو صبح صادق کے آخری لمحات میں دار آخرت کی طرف کوچ فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون، اس تعزیتی نشست کا آغاز مولانا اسعد اللہ صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ نے نظامت کے فرائض انجام دیئے، اس نشست میں امارت شرعیہ کے تمام ذمہ داران وکارکنان نے شرکت کی اور اخیر میں حضرت امیر شریعت مدظلہ نے مولانا کے لیے مغفرت وبلندی درجات اور پسماندگان کے لیے صبر وثبات کی دعا فرمائی۔

راشد العزیزی ندوی

مولانا زبیر احمد قاسمی کا انتقال علمی دنیا کا عظیم خسارہ ھے: حضرت امیر شریعت مدظلہ

جید عالم دین اور مدرسہ اشرف العلوم کنہواں سمشی کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا زبیر احمد صاحب قاسمی اپنے مالک حقیقی سے جا ملے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ تقریباً ۸۲/سال کے تھے، ان کی تجہیز وتدفین چندرسین پور مدھوبنی میں عمل میں آئی، انہوں نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹا اور دو بیٹی کو چھوڑا ہے۔ خانقاہ رحمانی مونگیر کے سجادہ نشیں مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی نے ان کے انتقال پر شدید رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مولانا زبیر احمد صاحب قاسمی معتبر عالم دین اور بڑے محدث اور فقیہ تھے، اللہ تعالیٰ نے ان سے دین کی خوب خدمت لی، وہ جامعہ رحمانی کے استاذ بھی رہے، اور دار العلوم سبیل السلام حیدرآباد میں برسوں بخاری شریف کا درس دیتے رہے، تقریباً پچاس سالوں سے بھی زیادہ انہوں نے دین اور علم کی خدمت کی، وہ تین نسلوں کے استاذ تھے، ہندوستان کے نامور علماء ان کے شاگردوں میں ہیں، وہ بڑے خوش قسمت تھے کہ پڑھتے پڑھاتے اس دار فانی کو چھوڑ گئے۔ حضرت امیر شریعت مدظلہ نے کہا کہ جامعہ رحمانی، خانقاہ رحمانی، امیر شریعت حضرت مولانا منت اللہ صاحب رحمانی سے انہیں گہری عقیدت ومحبت تھی، ان کا انتقال بیشک علمی دنیا کا عظیم نقصان ہے، اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں رکھے، اور پسماندگان کو صبر جمیل دے (آمین)

قاضی شریعت قاری محمد ایوب صاحب کا انتقال

ضلع گریڈیہہ کے مشہور عالم دین جناب قاری ایوب صاحب مظاہری قاضی شریعت گریڈیہہ ۱۷/جنوری ۲۰۱۹ء کو رحلت فرماگیے۔ قاضی صاحب بڑے متقی وپرہیزگار عالم دین تھے، ادھر کئی ماہ سے علیل تھے، دوا وعلاج جاری تھا، مگر وقت موعود آپہونچا اور اللہ کو پیارے ہوگیے، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے حسنات کو قبول فرمائے۔ قارئین نقیب سے دعا کی درخواست ہے۔

بقیات

بقیہ خطبات جمعہ .... کتاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اہم خطبات بھی ایک خطبہ کے ذیل میں آگئے ہیں، اس سے ائمہ کرام کو خطبات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلوب وطریقہ بھی معلوم ہوگا یہ اس لئے بھی ضروری تھا کہ حضور ﷺ کی ذات گرامی ہر کام میں ہمارے لئے نمونہ ہے، تقریر وخطابت، وعظ وبیان میں ہمارے یہاں اس کا التزام واہتمام کم کیا جاتا ہے، ان خطبات کے پڑھنے سے اس طرف توجہ بڑھے گی، دو خطبے عربی کے بھی درج کئے گئے ہیں، تاکہ ائمہ حضرات اصل خطبہ عربی میں دیں، تاکہ سنت متوارثہ پر عمل ممکن ہو، تمام مضامین میں قرآن کریم کی آیات اور احادیث رسول ﷺ کے ذکر کا التزام کیا گیا ہے اور پھر حاشیہ پر اس کے حوالے اور تخریج بھی درج ہیں، تاکہ جو چاہے اصل کتاب سے مراجعت کرلے، اس التزام کی وجہ سے کتاب کی قدرو قیمت اور افادیت کافی بڑھ گئی، جو بات کہی گئی ہے احتیاط سے کہی گئی ہے، چھان پھٹک کر کی گئی ہے موضوع احادیث اور ضعیف روایات کا سہارا نہیں لیا گیا ہے، حالانکہ فضائل کے باب میں ضعیف روایات سے استدلال واستشہاد کی گنجائش فقہاء بتاتے ہیں، لیکن حضرت ناظم صاحب نے صحیح روایات سے اپنی باتوں کو مدلل کرنے کا اہتمام کیا ہے۔

بعض ضروری موضوع جو اس کتاب میں جگہ نہیں پاسکے ان میں واقعہ معراج ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں خصوصیت سے اس کا ذکر کیا ہے، یہ سیرت پاک کا بڑا اہم واقعہ ہے، اس پر ایک مضمون ہونا چاہئے تھا، رجب المرجب کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا، اس میں بھی یہ بات آنے سے رہ گئی، اسی طرح بعض مضامین عوام کے لئے قطعاً مفید نہیں ہیں، ان کو شامل نہیں کرنا چاہئے تھا، جیسے حضور ﷺ کی تاریخ ولادت ورحلت کا اختلاف، یہ ایک علمی اور تحقیقی موضوع ہے، لیکن عوام کا شعور بہت بالیدہ نہیں ہوتا، اس لئے ان اختلافات کے ذکر سے ان کے ذہن میں یہ بات جائے گی کہ سیرت مبارکہ سے متعلق ہر چیز کے محفوظ ہونے کا دعویٰ صحیح نہیں ہے، راقم الحروف نے بھی کوئی تیس سال پہلے اس موضوع پر کچھ لکھا تھا، لیکن بڑوں نے اس پر متوجہ کیا کہ اس موضوع کو عوام میں لے جانا مفید نہیں ہے، ایک اور کمی اس کتاب میں یہ بھی ہے کہ احادیث پر اعراب نہیں لگائے گئے ہیں، حالانکہ یہ ضروری تھا اس سے یاد کرنے والوں کو بھی سہولت ہوتی اور ائمہ حضرات کو خطبات میں ان احادیث کو پڑھتے وقت دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑتا، ہم خوب جانتے ہیں کہ ائمہ کرام مختلف صلاحیتوں کے ہیں ان میں سے بیشتر اعراب کی کمی محسوس کریں گے۔ ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی خوش قسمت ہیں کہ انہیں اس طرح کے کاموں کے لیے علمی مساعد مل جاتے ہیں، اس کتاب میں بھی مولوی محمد رضاء اللہ قاسمی کے بھرپور تعاون کا ذکر انہوں نے کیا ہے، قاضی عبدالجلیل صاحب قاسمی اور مولانا مفتی سعید الرحمٰن صاحب مفتی امارت شرعیہ نظر ثانی اور نظر نہائی کسی کتاب پر ڈال لیں تو کتاب مندرجات اور پروف کے اعتبار سے بھی اغلاط سے پاک ہوجاتی ہے، اس کتاب کو پڑھ کر اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کتاب کی کمپوزنگ میں فنی سلیقہ جھلکتا ہے، ہارڈ بائنڈنگ اور ڈبل کور کے ساتھ کتاب دیدہ زیب چھپی ہے، امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ نے زر کثیر صرف کرکے اس کتاب کو منظر عام پر لانے کا کام کیا ہے، کتاب کی قیمت صرف تین سو پچاس روپئے ۸۹۶ صفحات کے لئے انتہائی کم ہے، اس میں بھی کم کرکے قدر دانوں کے لئے صرف دوسو روپئے کر دیا گیا ہے مکتبہ امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ سے قیمت ادا کرکے حاصل کی جاسکتی ہے۔

بقیہ معاشرتی بگاڑ کی دو اہم بنیادیں .... اس کے برخلاف ہمارا حال یہ ہے کہ ہم اچھی صحبتوں سے دور ہیں اور بری صحبتوں سے قریب ہیں، پھر بری صحبتوں میں مبتلا کچھ لوگ تو وہ ہیں جن کا واقعی بدکرداروں (شرابیوں، جواریوں، چوروں، قاتلوں وغیرہ) سے یارانہ ہے اور ان کے اوقات ایسے ہی لوگوں کی مجلس میں گزرتے ہیں، ان کو تو سبھی لوگ بری صحبت میں مبتلا سمجھتے ہیں اور ایسے شخص سے کچھ دلی تکدر بھی پایا جاتا ہے؛ مگر ایک مروجہ بری صحبت ایسی ہے جن کا برا ہونا عوام تو کجا ہمارے دانشوروں کے حلق کے نیچے بھی نہیں اترتا، یہ بری صحبت وہ ہے جو ٹیلی ویژن کے منحوس حیا سوز اور مخرب اخلاق پروگراموں کے ذریعہ گھر گھر پہنچادی گئی ہے، یہ ایک صحبت تمام تر برے لوگوں کی صحبتوں کا مجموعہ ہے، زناکار، بدکار، قاتل، چور، ڈکیٹ، شرابی، جواری، طوائف سے پوری آشنائی ٹیلی ویژن کے اسکرین پر ہوسکتی ہے، بلکہ ڈش انٹینا کے ذریعہ بین الاقوامی فاحشات اور دنیا کے چھٹے ہوئے بدکرداروں کی صحبتوں تک بھی رسائی ہوسکتی ہے، بہرحال خلاصہ یہ ہے کہ مواعظ کی تاثیر میں ایک بڑی رکاوٹ آج کے معاشرہ کا غلط صحبت میں گرفتار ہونا ہے، جب تک سوسائٹی نہیں بدلی جائے گی اور بدکرداروں کی مجالس سے اپنے کو الگ نہیں کیا جائے گا، اس وقت تک وعظ وتقریر خواہ کتنی ہی پُرخلوص ہو اپنا ظاہری اثر نہیں دکھا سکتی، لہذا جو لوگ علماء پر بے تاثیری کا طعنہ دیتے ہیں، انہیں پہلے اپنے گریبان میں جھانک کر اپنی کوتاہیاں دور کرنی چاہیں، مالی معاملات میں احتیاط کریں، برے لوگوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے بچیں، پھر دیکھئے کیسا رنگ آئے گا۔ (ان شاء اللہ) اللہ تعالیٰ ہماری اصلاح فرمائے اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کرکے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ imaratshariah@ کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)

اصلاح معاشرہ اور علماء کی ذمہ داریاں

مولانا انیس الرحمٰن قاسمی ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ

اسلامی معاشرہ کی ایک خاص اہمیت ہے اور اسلامی معاشرہ اپنی الگ شناخت رکھتا ہے، اس معاشرہ کے افراد وطنی اتحاد، یکجہتی، ملکی معاملات میں یکسانیت کے باوجود فکر وخیال کے اعتبار سے الگ ہوتے ہیں اور عملی اعتبار سے بھی علاحدہ تشخص رکھتے ہیں؛ یعنی: فکر ویقین کے اعتبار سے ایک اللہ پر ایمان رکھتے ہیں، آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ رہتے ہیں، حشر ونشر، بعث بعد الموت، جنت ودوزخ، قیامت اور آخرت کی زندگی پر یقین رکھتے ہیں اور ان تمام غیب کی باتوں کو تسلیم کرتے ہیں، جن کے بارے میں اللہ نے قرآن کریم میں بتایا ہے، یا آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات میں اس کی تفصیل بیان کی ہے۔

اسلام کی اصطلاح میں اس یقین واقرار کا نام ایمان ہے؛ لیکن اس کے باوجود اسلام تمام انسانوں کو ایک ماں باپ کی اولاد سے پھیلی ہوئی آبادی قرار دیتا ہے اور رنگ ونسل، حسب ونسب، وطن اور خاندان وپارٹی کی بنیاد پر ایک دوسرے کی تحقیر یا تفضیل کو غلط قرار دیتا ہے، البتہ انسانوں میں نیکوکاری، خداترسی اور پرہیزگاری کی بنیاد پر افضل وغیر افضل قرار دیتا ہے، اسلامی معاشرہ کی خوبی یہی ہے کہ نیک اعمال کی بنیاد پر کسی کی عزت افزائی ہوگی اور غلط اعمال کی بنا پر اس کی حوصلہ شکنی کی جائے گی، معاشرہ کو صحیح طور پر رکھنا ایمان باللہ کا تقاضہ ہے۔

معاشرہ کی اصلاح کرنے کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کہتے ہیں، جس کی ترغیب اللہ جل شانہ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ”تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی ہے، تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بُری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو۔“ (سورہ آل عمران: ۱۱۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ”قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تم بھلائی کا حکم کرتے رہو اور بُرائی سے روکتے رہو، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر اس کی سزا اتارے اور اس وقت تم دعا کروگے اور تمہاری دعا قبول نہ ہوگی۔“ (ترمذی شریف)

معاشرہ کی مثال اس موسم کی طرح ہے جس کے بدلنے سے انسانی گروہ کا ہر فرد؛ بلکہ تمام مخلوقات متاثر ہوتی ہیں، چاہے گرمی ہو یا سردی، برسات ہو یا موسم بہاران موسموں کا اثر زندگی پر پڑتا ہے، یہی حال معاشرہ کا ہے، اگر معاشرہ کے اندر اتحاد ویکجہتی ہے تو نیکیاں پروان چڑھیں گی اور خیر کے کام زیادہ ہوں گے اور اگر اتحاد ویگانگت کی جگہ اختلاف وانتشار ہے تو فتنہ وفساد بڑھے گا، افراد وگروہ وجماعت کے درمیان الفت ومحبت کے رشتے کمزور ہوں گے، دلوں میں نفرت وکدورت پیدا ہوگی، استہزاء وتمسخر، تحقیر وتذلیل کا ماحول بنے گا، عیب جوئی وتہمت عام ہوگی، تجسس، سوء ظن وبدگمانی کو فروغ ملے گا اور تنابز بالالقاب؛ یعنی: افراد اور گروہوں کو توہین آمیز ناموں سے پکارنے کا رواج ہوگا اور ایک دوسرے کی مدد وتعاون سے گریز کرے گا۔

اس لیے اس کی ضرورت ہمیشہ اور سماج کے ہر فرد کے لیے ہے کہ وہ اپنے معاشرہ کو ایمانی اوصاف سے متصف کرے، خارجی وداخلی بُرائیوں سے بچائے، خاص طور پر ایسے گناہوں سے معاشرہ کو پاک رکھے، جن کے اثرات دوسروں پر پڑتے ہیں اور ان میں لازمی طور پر دوسرا شخص متاثر ہوتا ہے، جیسے! چوری، ڈکیتی، بدامنی، زنا، رشوت، سود، تلک وجہیز، فضول خرچی وغیرہ۔ ان برائیوں سے بچانے والے کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جانشین بنایا ہے اور یہ علماء ہیں، جن کی بنیادی ذمہ داری یہی ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیں اور ایک صالح معاشرہ کی تشکیل میں شب وروز لگے رہیں؛ اس لیے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت اسی مقصد کے لیے ہوئی تھی اور آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی بنیادی مقصد کی تکمیل کے لیے آئے تھے، یہ علماء چاہے مدارس کے مسند درس پر ہوں، یا منبر ومحراب سے خطاب کرنے والے ہوں، یا گھر وسماج کے اندر ہوں، یا کسی دوسرے منصب پر ہوں، ان کی بنیادی ذمہ داری انسانوں کی اصلاح وہدایت ہے۔

اسی کے ساتھ دوسرا طبقہ ان خواص کا ہے جو کسی نہ کسی درجہ میں سیاسی ومعاشرتی طور پر یا سیاسی وحکومتی سطح پر خصوصی جاہ ومنصب رکھتے ہیں ان کی بنیادی ذمہ داری یہی ہے کہ وہ سماجی اصلاح کا کام کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ایمان والوں کو خطاب کرتے ہوئے ان کی ذمہ داریوں سے واقف کرایا اور ارشاد فرمایا: !تم میں سے ہر ایک نگراں ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔“ (بخاری شریف)

اس حدیث میں ہر مسلمان کو ذمہ دار بنایا گیا ہے؛ لیکن اس میں بھی خواص اور علماء کی ذمہ داریاں بڑھی ہوئی ہیں، علماء بلاشبہ ہدایت کے چراغ کے ہوتے ہیں اور امت کی رہنمائی ان ہی کے ذریعہ ہوتی ہے، ان کے اندر علم جس قدر زیادہ ہوگا اللہ کی ذات وصفات کا ادراک بھی اسی قدر زیادہ ہوگا اور وہ اللہ سے زیادہ ڈرنے والے بھی ہوں گے۔ اللہ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے: ”حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں علم رکھنے والے ہی اس سے ڈرتے ہیں۔“ (سورہ الفاطر: ۲۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے: ”اس روئے زمین پر عالم کی مثال آسمان کے ستاروں کے مثل ہے، سمندر اور خشکی کی تاریکی میں، ان کے ذریعہ راستہ معلوم کیا جاتا ہے، چنانچہ جب ستارے چھپ جاتے ہیں تو راہ بھٹکنے کا خطرہ ہونے لگتا ہے۔“ (مسند احمد)

اسی لیے سماجی اصلاح کی ذمہ داریاں بھی ان کی زیادہ ہیں، جو سماجی اصلاح نہیں کرتے ہیں، وہ اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہیں کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا ہے: ”بھلا! ان کے مشائخ اور علماء انہیں گناہ کی باتوں اور حرام کھانے سے منع کیوں نہیں کرتے؟ بلاشبہ وہ بھی برا کرتے ہیں۔ (سورہ مائدہ: ۶۳)

اس سماجی اصلاح کے لیے آپس کا اتحاد اور باہمی مشورہ ضروری ہے، جب باہمی مشورہ سے سماجی اصلاح کی فکر کی جائے گی اور کام شروع ہوگا تو آپسی ربط واتحاد کی بنیاد پر اصلاح کا کام تیز ہوگا اور گناہ گاروں میں یہ ڈر اور خوف پیدا ہوگا کہ اگر انہوں نے ان گناہوں اور برائیوں کو نہ چھوڑا، جن کے اثرات ان کی ذات سے آگے بڑھ کر دوسروں تک پہنچتے ہیں، ان کی وجہ سے سماج میں ان کی ناقدری ہوگی تو وہ ان گناہوں کو چھوڑ دیں گے؛ اس لیے ایک ایسے مضبوط اسلامی معاشرہ کی تشکیل کی ہر جگہ ضرورت ہے، جس میں کسی گناہ کار اور باغی کو احکام شریعت سے بغاوت کی جرأت نہ ہو؛ اس لیے ہم میں سے ہر فرد کو اپنے اپنے دائرہ میں سماجی ومعاشرتی اصلاح کرنے کی سخت ضرورت ہے، اس کی اہمیت کو کبھی اور کسی بھی حال میں کم نہیں کرنا چاہیے۔

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

رحمانی پروگرام آف ایکسلنس کے سینٹرل زون کا ٹیسٹ اختتام پذیر

رحمانی پروگرام آف ایکسلنس (رحمانی-تھرٹی) کے ۲۰۱۹-۲۱ سیشن کی تیاری برائے آئی آئی ٹی، جے ای ای، میڈیکل، این ڈی اے کے لیے آج یہاں مہاراشٹر سمیت راجستھان، مدھیہ پردیش اور گجرات کے ۱۳۲؍سینٹروں میں منعقد انٹرنس ٹیسٹ میں دسویں کلاس کے ۹۰۰۰؍سے زائد طلبہ وطالبات نے شرکت کی۔ جن طلبہ وطالبات نے رجسٹریشن نہیں کیا تھا انھیں بھی بطورِ واک اِن امیدوار کے شرکت کی اجازت دی گئی۔ واضح رہے کہ رحمانی پروگرام آف ایکسلنس (رحمانی تھرٹی) کی شروعات ۲۰۰۸-۲۰۰۹ میں دس طلبہ کے ذریعہ کی گئی تھی، جس کا سینٹر پٹنہ تھا۔ لیکن حضرت امیر شریعت مفکر اسلام مولانا محمد ولی صاحب رحمانی جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ و امیر شریعت امارتِ شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکنڈ نے محسوس کیا کہ یہ تعداد کچھ بھی نہیں ہے۔ اللہ کے فضل سے مولانا کی انتھک کوششوں اور قوم کے دردمند ومخلص حضرات کی توجہات کی وجہ سے مولانا کے صاحبزادے جناب فہد رحمانی صاحب سی ای او رحمانی پروگرام آف ایکسلنس کی ماتحتی میں رحمانی پروگرام آف ایکسلنس نے تیزی کے ساتھ اپنا دائرہ وسیع کیا۔ آج الحمد للہ رحمانی پروگرام آف ایکسلنس کے ماتحت آئی آئی ٹی، جے ای ای، میڈیکل، این ڈی اے، سی اے، سی ایس جیسے اعلیٰ مقابلہ جاتی امتحانات کی تیاری پٹنہ کے علاوہ اورنگ آباد (مہاراشٹر)، اور بنگلور میں جاری ہے۔ جس میں تقریباً ۵۰۰؍کے قریب طلبہ وطالبات زیرِ تربیت ہیں۔ واضح رہے کہ رحمانی پروگرام آف ایکسلنس کا مقصد قوم کے نونہالان کو اُن اعلیٰ تعلیمی اداروں میں پہنچانا ہے جسے سرکار نے آئی این آئی یعنی انسٹی ٹیوٹ آف نیشنل امپورٹنس کا درجہ دیا ہے۔ جہاں سرکار تعلیمی بجٹ کا تقریباً ۵۲٪ فیصد حصہ خرچ کرتی ہے، اور ایک طالب علم یا طالبہ پر اُن اداروں میں ۷؍۱لاکھ سے لے کر ایک کروڑ ۰۷؍لاکھ روپے تک کی رقم خرچ کی جاتی ہے۔ اِن آئی این آئی اداروں میں مسلمانوں کی نمائندی اُن کے تناسب کے اعتبار سے نا کے برابر ہے۔ ظاہر ہے کہ مسلم طلبہ وطالبات کو اُن اعلیٰ اداروں تک بھیجنے کے لیے قوم کے سارے افراد کو مل کر اور یک جٹ ہو کر کام کرنا پڑے گا۔ یہی خواہش اور فکر ہے مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کی کہ قوم کے اندر کلی طور پر تعلیمی بیداری کیسے پیدا ہو سکے۔ ادارہ اہل خیر حضرات، ذمہ داران اور اُن تمام سینٹرز کا شکر گذار ہے جنھوں نے رحمانی پروگرام آف ایکسلنس کے انٹرنس ٹیسٹ کے لیے ہر طرح سے اپنی مدد فراہم کی۔ ادارہ کے سی ای او جناب فہد رحمانی کا یہ ماننا ہے کہ اِن حضرات کے ہر طرح کے تعاون کی وجہ سے ہی یہ ممکن ہو سکا کہ پہلی مرتبہ رحمانی پروگرام آف ایکسلنس کے ماتحت تین بچیوں نے نیشنل اسٹاک ایکسچنج کے لیے کوالیفائی کیا، اس کے علاوہ ایک طالبہ نے پہلی مرتبہ رحمانی پروگرام آف ایکسلنس کے بینر تلے KVPY میں کامیابی حاصل کی۔ اور ایک دوسری طالبہ نے RMO میں بھی نمایاں مقام حاصل کیا۔ مذکورہ کامیاب بچیوں میں صوبہ مہاراشٹر سے نمائندگی قابل ذکر رہی۔ اِس کے علاوہ غیر معمولی پر طور سال گذشتہ ICAI (انسٹی ٹیوٹ آف چارٹرڈ اکاونٹنٹ) میں ملکی پیمانے پر پورے ہندوستان سے کل ۳۲۸۶؍امیدوار کامیاب قرار دیے گئے، جس میں مسلمانوں کی تعداد کل ۳۰؍تھی اور غیر معمولی بات یہ رہی کہ اِن ۳۰؍مسلمانوں میں اکیلے رحمانی پروگرام آف ایکسلنس سے کل ۱۵؍امیدوار کامیاب ہوئے۔ جو کہ یقیناً ایک بڑی کامیابی ہے، جس کا حصول تنہا رحمانی پروگرام آف ایکسیلنس کے لیے ممکن نہیں تھا جب کہ قوم کے دیگر حضرات کا تعاون حاصل نہیں۔ یقیناً یہ سب اللہ کا فضل ہے۔ فی الحال رحمانی پروگرام آف ایکسلنس پٹنہ، اورنگ آباد (مہاراشٹر) اور بنگلور میں کام کر رہا ہے۔ لیکن یقینی طور پر یہ دائرہ کافی نہیں ہے، امید ہے کہ مستقبل قریب میں دائرہ بڑھے گا۔ ان شاء اللہ۔ انٹرنس ٹیسٹ میں شریک طلبہ وطالبات RPE کی ویب سائٹ www.rahmanimission.org پر نظر بنائے رکھیں۔ نتیجہ کا اعلان ویب سائٹ پر ہی کیا جائے گا۔

امارت شرعیہ کی جانب سے مختلف مقامات پر خواتین کے لئے دینی اجتماعات

خواتین میں پائی جانے والی بے راہ روی اور ارتداد کی وجہ سے فکر مند ہو کر مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے خواتین میں دینی بیداری لانے اور ان کے ایمان وعقیدے کو مضبوط کرنے کے لئے مختلف مقامات میں خواتین کے دینی اجتماع منعقد کرنے کی ہدایت دی، چنانچہ حضرت کی ہدایت کے مطابق فیڈرل کالونی عیسی پور میں خواتین کا اہم اجتماع منعقد ہوا، جس سے خطاب کرتے ہوئے مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ نے فرمایا کہ کائنات کی ہستی کی رونق عورتوں کے وجود سے قائم ہے، آپ قدرت کا انمول اور قیمتی تحفہ ہیں، آپ کے خالق ومالک نے آپ کو عزت ووقار کے اس مقام پر پہونچایا ہے جس کو دنیا والے سوچ بھی نہیں سکتے، آپ کی عزت وناموس کی حفاظت ہی آپ کی زینت اور حسن وجمال ہے، اسلام نے اس کی حفاظت کے لئے تمام چور دروازوں کو بند کر دیا ہے، تاکہ خبیث طبیعت کا انسان ان چور دروازوں کا استعمال کر کے آپ کی عزت وناموس پر حملہ نہ کر دے، اسلام نے آپ کو ہر طرح کے معاشی بوجھ سے آزاد کیا اور گھروں میں رہنے کا حکم دیا تاکہ آپ ہر طرح محفوظ رہیں اور اگر کبھی کسی ضرورت سے نکلنے کی ضرورت پڑ جائے تو حکم دیا کہ سر سے لیکر پیر تک آپ کا سارا جسم مستور ہو، نگائیں نیچی رہیں، مرد بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، کسی اجنبی سے بات کرنے کی ضرورت پڑ جائے تو باتوں میں کسی طرح کی ایسی لچک نہ ہو جس سے وہ آپ کے متعلق اپنے دلوں میں گندے خیالات پالنے لگے، جبکہ دنیا والوں نے ہمیشہ آپ کو طرح طرح کا حرص وطمع دے کر آپ کو رونق محفل بنانے اور اپنے ہوس کی تسکین کا سامان بنایا ہے، آپ اپنے ایمان وعقیدے کو مضبوط کریں اور اپنے بچوں کے ذہن ودماغ کو اسلامی سانچے میں ڈھالیں۔ مفتی محمد احتکام الحق قاسمی نائب مفتی امارت شرعیہ نے فرمایا کہ آپ اپنا آئیڈیل حضرت عائشہؓ، حضرت فاطمہؓ اور حضرات صحابیاتؓ کو بنایئے، جن کے نزدیک دنیا اور اس کے زرق برق کی کوئی اہمیت نہیں تھی، انہوں نے اسلام سے ہمیشہ سچی محبت کی اور اسلام کی سربلندی کے لئے ہر طرح کی قربانی دی، آپ اپنا آئیڈیل حضرت سمیہؓ کو بنایئے جنہوں نے اپنی جان کی قربانی تو دے دی لیکن اپنے ایمان کا سودا نہیں کیا۔ آج اسلام دشمن طاقتیں رات ودن اس کوشش میں ہیں کہ کیسے ہم سے آپ سے ایمان کا سودا کیا جائے، نوجوان لڑکیوں کو ورغلا کر اور بہلا پھسلا کر اپنے دام میں پھنساتے ہیں، ان کو کفر کی زندگی گذارنے پر مجبور کرتے ہیں، یاد رکھئے ہمارا ایمان ہمارا سب سے قیمتی سرمایہ ہے، اس کے بغیر ہماری نجات ممکن نہیں ہے، اس لئے خود بھی ایمان پر مضبوطی سے قائم رہیے اور اپنے گھروں اور متعلقین میں اسلامی کردار کو بحال کرنے کی ہر ممکن کوشش کیجئے، نمازوں کا اہتمام کیجئے۔ اجتماع کا آغاز مولانا ساجد رحمانی امام وخطیب مسجد ابوبکر صدیق فیڈرل کالونی عیسی پور کی تلاوت سے ہوا، اور مفتی صاحب کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

خصوصی تربیتی اجلاس دربھنگہ ومدھوبنی کی تیاریوں کا جائزہ

۴-۵؍فروری ۲۰۱۹ء کو دربھنگہ اور ۶-۷؍فروری ۲۰۱۹ء کو مدھوبنی میں ہونے والے خصوصی تربیتی اجلاس امارت شرعیہ کی تیاریوں کا کام زور وشور سے جاری ہے، امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ فکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ کی آمد اور ایک خاص انداز میں تربیتی عنوان کے ساتھ اجلاس کے انعقاد سے دونوں ضلعوں میں غیر معمولی جوش وخروش کا ماحول دیکھا جا رہا ہے، چنانچہ ان دونوں ضلعوں میں اب تک کی تیاریوں کا جائزہ لینے اور مختلف پہلوؤں سے انتظامی امور پر غور وفکر کرنے کے لیے راقم محمد سہراب ندوی نے ۱۵-۱۶؍جنوری ۲۰۱۹ء کو مدھوبنی اور دربھنگہ کا دورہ کیا۔ ۱۵؍جنوری کو بینی پٹی بلاک کے خواص کی ایک میٹنگ جامعہ امیر حمزہ نظرا میں منعقد ہوئی، جس میں بلاک کی مسلم آبادیوں کے ذمہ داران نے اس اجلاس کے تعلق سے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے اس اجلاس کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیا اور گاؤں گاؤں کی سطح پر اجلاس کی کامیابی کے لیے مکمل تعاون کا عہد کیا، بلاک کے کنوینر جناب مکھیا پرویز عالم صاحب اور جامعہ امیر حمزہ کے ناظم علامہ ریاض احمد قاسمی نے اس میٹنگ کو مثالی انداز میں کامیاب بنایا۔ ۱۶؍جنوری کو مدرسہ فلاح المسلمین گواپوکھر بھوارہ میں مدھوبنی اجلاس کے تعلق سے جائزہ میٹنگ ہوئی، قاضی شریعت مولانا حبیب اللہ اور ان کے رفقاء وذمہ داران استقبالیہ اجلاس کی تیاری میں مصروف ہیں۔ مزید جن امور پر خصوصی توجہ کی ضرورت تھی، اس کو اسی اعتبار سے مشورہ میں شامل کیا گیا، ضلع کے تمام بلاکوں میں بیداری لانے اور دعوت نامہ پہونچانے کی ترتیب کو بھی عملی شکل دی گئی۔ اس سلسلہ میں دوسری میٹنگ مدرسہ امدادیہ لہیر یا سرائے دربھنگہ میں اجلاس کے کنوینر وغیرہ کے ساتھ ہوئی، اس ضلع میں بھی اجلاس کی تیاری کا کام نہایت منظّم انداز میں جاری ہے، مزید اس سلسلہ کی ایک اہم میٹنگ ۲۱؍جنوری کو رکھی گئی ہے۔

مولانا سجاد میموریل اسپتال کو روزانہ ماہر ڈاکٹرز کی خدمات حاصل

مولانا سجاد میموریل اسپتال پھلواری شریف پٹنہ امارت شرعیہ کے زیر اہتمام چلنے والا مشہور ومعروف اسپتال ہے، جہاں کم خرچ میں مناسب علاج ومعالجہ کی سہولت ماہر ڈاکٹروں کی نگرانی میں انجام دی جاتی ہے، جہاں سے روزانہ سیکڑوں اللہ کے بندے بلا تفریق مذہب وملت فائدہ اٹھا رہے ہیں، مریضوں کی سہولت کے لیے ذیل میں اسپتال میں اپنی خدمات دینے والے ڈاکٹرس کے نام ان کے دن اور اوقات کی تفصیل دی جا رہی ہے، تاکہ ضرورت مند لوگ اس کے مطابق فائدہ اٹھا سکیں۔

☆ میڈیسین اوپی ڈی (Medicine OPD)

۱۔ڈاکٹر سید نثار احمد	جنرل فزیشین	روزانہ	صبح ۱۰؍بجے سے دوپہر ۲؍بجے تک
۲۔ڈاکٹر ایس جی ایم اشرفی	جنرل فزیشین	روزانہ	صبح ۱۰؍بجے سے دوپہر ۲؍بجے تک
۳۔ڈاکٹر نظیر احمد خان	جنرل فزیشین	روزانہ	دوپہر ۲؍بجے سے شام ۶؍بجے تک

☆ آئی اینڈ ای این ٹی اوپی ڈی (Eye & ENT OPD)

۱۔ڈاکٹر ایس اے اے نوشاد	آئی اسپیشلسٹ	سنیچر سے جمعرات	۱۲؍بجے دن سے دوپہر ۲؍بجے تک
۲۔ڈاکٹر ابھیشیک کمار گولوارہ	آئی اسپیشلسٹ	بدھ، جمعرات	۲؍بجے دن سے ۵؍بجے شام تک
۳۔ڈاکٹر ہمانشو کمار	آئی اسپیشلسٹ	اتوار	۱۱؍بجے دن سے ایک بجے دن تک
۴۔ڈاکٹر سجاد حیدر	آئی اسپیشلسٹ	جمعرات	۱۱؍بجے دن سے ایک بجے دن تک

☆ میٹرنٹی اوپی ڈی (Maternity OPD)

۱۔ڈاکٹر نصرت یاسمین	ماہر امراض زنانہ	سنیچر تا جمعرات	۱۰؍بجے دن سے ۲؍بجے دن تک
۲۔ڈاکٹر رعنا شمیم	ماہر امراض زنانہ	سنیچر تا جمعرات (اتوار چھوڑ کر)	//
۳۔ڈاکٹر راکھی سنگھ	ماہر امراض زنانہ	منگل و جمعرات	//
۴۔ڈاکٹر ناہید فاطمہ	ماہر امراض زنانہ	سنیچر تا جمعرات	//

☆ ڈینٹل اوپی ڈی (Dental OPD)

۱۔ڈاکٹر سید یاسر حبیب	ڈینٹسٹ	منگل، جمعرات، سنیچر اتوار	۱۰؍بجے دن سے ۲؍بجے دن تک
۲۔ڈاکٹر شبانہ شعیب	ڈینٹسٹ	روزانہ	۱۰؍بجے دن سے ۲؍بجے دن تک

☆ پیڈیٹرک اوپی ڈی (Paediatric OPD)

۱۔ڈاکٹر امیت کمار	ماہر امراض اطفال	روزانہ	صبح ۹:۳۰ بجے سے ۱۰:۳۰؍بجے دن تک
۲۔ڈاکٹر سریتا سنگھ	ماہر امراض اطفال	روزانہ	صبح ۱۰؍بجے سے ۲؍بجے دن تک
۳۔ڈاکٹر اشوک کمار	ماہر امراض اطفال	روزانہ	صبح ۱۰؍بجے سے ایک بجے دن تک

اس کے علاوہ آرتھو (ہڈی، جوڑ ونس) کے ماہر ڈاکٹر اجیت کمار اتوار کے دن صبح ۱۱؍بجے سے ایک بجے دن تک بیٹھتے ہیں۔ اس کے علاوہ اسکن اسپیشلسٹ ڈاکٹر محمد ذیشان ہر سوموار اور نیورو اسپیشلسٹ ڈاکٹر زیڈ آزاد ہر مہینے کی چوتھی جمعرات کو بیٹھتے ہیں۔

Volume:56/66,Issue:03 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND

THE **NAQUEEB** WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-04136/61

نظر ہو خواہ کتنی ہی حقائق آشنا پھر بھی
ہجوم کشمکش میں آدمی گھبرا ہی جاتا ہے
(جوش ملیح آبادی)

مسلمانوں کی آبادی میں اضافہ

عارف عزیز (بھوپال)

فرقہ پرست تنظیموں نے سماج کو مختلف خانوں میں تقسیم کرکے الیکشن میں فائدہ اٹھانے کو ایک مستقل حکمت عملی کے طور پر اپنالیا ہے، جب بھی ملک یا ریاستوں میں الیکشن کا اعلان ہوتا ہے تو دو نعرے خاص طور پر لگائے جاتے ہیں، ایک ہندوؤں کی تبدیلیٔ مذہب کے لیے تحریک، دوسرے مسلمانوں کی آبادی میں اضافہ، اس مرتبہ بھی فرقہ پرست پارٹیاں دونوں موضوعات کو خوب بڑھا چڑھا کر پیش کررہی ہیں، یہاں تک کہ اس میں مرکزی وزرا نے بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی، مرکزی وزیر ریاست برائے داخلہ نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ ملک میں ہندوؤں کی آبادی میں کمی آرہی ہے؛ کیوں کہ ہندو دوسرے کے مذہب تبدیل کرا کے اپنی تعداد نہیں بڑھاتے، اس کے برعکس اقلیتوں کی آبادی یہ کام کرتی رہی ہے۔ حالانکہ ۲۰۱۱ء کی مردم شماری کے اعداد و شمار کے بموجب ملک میں ہندوؤں کی آبادی کا تناسب ۷۹ء۸ فیصد اور مسلمانوں کی آبادی کا تناسب ۱۴ء۲۳ فیصد رہا ہے، ماہرین کے مطابق دونوں کی آبادی میں اس اضافہ کے تناسب کا رجحان ایک دوسرے سے میل کھاتا ہے، حالانکہ تقریری بیانات اور سوشل میڈیا کے ذریعہ یہ بھرم پھیلایا جارہا ہے کہ یہی حالت رہی تو ملک میں مسلمانوں کی آبادی ہندوؤں سے زیادہ ہوجائے گی، جس میں کوئی سچائی نہیں؛ کیوں کہ ایک دہائی کے دوران مسلمانوں کی آبادی کی شرح بھی پہلے سے کم ہوئی ہے اور اس میں مزید تخفیف تعلیم میں کمی دور ہونے پر ہوجائے گی، یہ بھی ایک سچائی ہے کہ کیرالا میں مسلمانوں کی شرح پیدائش شمالی ہندوستان اور خود کیرالا کے ہندوؤں کے مقابلہ میں کم نوٹ کی گئی ہے؛ کیوں کہ وہاں کے مسلمان اول تو زیادہ تعلیم یافتہ ہیں دوسرے آسام، مغربی بنگال، اتر پردیش اور مہاراشٹر کے مسلمانوں سے زیادہ خوش حال ہیں، اس کی تائید یوں بھی ہوتی ہے کہ دلتوں اور آدیواسیوں میں آبادی کے اضافہ کا تناسب کافی زیادہ ہے اور ان کی ناخواندگی اور پسماندگی ہی اس کی بنیادی وجہ ہے، مذکورہ تفصیلات سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ فرقہ پرست عناصر کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف جو پروپیگنڈہ ہورہا ہے کہ ان کی آبادی ہندوؤں سے زیادہ ہوجائے گی، اس میں سچائی نہیں ہے اور یہ باتیں ہندو آبادی کو مسلمانوں کے بڑھنے سے خطرات کا ہوا کھڑا کر کے ان کے ووٹ اپنی طرف راغب کرنے کے مقصد سے ہورہی ہیں، الیکشن کے موقع پر خاص طور سے یہ خوف ابھارا جاتا ہے۔

امریکہ کے ماہرین آبادی کا دعویٰ ہے کہ اب سے ۱۲ برس کے اندر یعنی ۲۰۳۰ء تک دنیا میں مسلمانوں کی آبادی سوا دو ارب ہوجائے گی، جس کا مطلب یہ ہوا کہ دنیا کا ہر چوتھا انسان مسلمان ہوگا۔ ان ماہرین آبادی کا کہنا ہے کہ ہر سال مسلم ملکوں میں ہر ہزار افراد کے یہاں 42 بچے پیدا ہوتے ہیں، جبکہ تیسری دنیا کے ملکوں میں 34 سے بھی کم اور صنعتی طور پر ترقی یافتہ مغربی ممالک میں بچوں کی پیدائش کی اوسط شرح صرف 13 بچے ہیں۔ ایک امریکی ماہر آبادی ویکسن کے خیال میں مسلمانوں کی شرح پیدائش ان کی پسماندگی کا نتیجہ ہے، جیسے جیسے ان کی معاشی حالت بہتر ہوگی، آبادی میں اضافہ کی رفتار بھی کم ہوجائے گی؛ مگر حقیقت یہ ہے مسلمان دوسری قوموں کی طرح اولاد میں اضافہ کو خود پر بوجھ نہیں سمجھتے؛ کیوں کہ ان کا عقیدہ ہے کہ ہر پیدا ہونے والا بچہ اپنا رزق خود لے کر آتا ہے؛ لیکن اس کی نگہداشت اور تعلیم و تربیت کا کام تو والدین کو ہی انجام دینا ہے، آبادی بڑھنے کی اس طرح کی خبر سے مسلمانوں کو خوشی ہی ہوتی ہے اور انہیں اس فخر کا احساس بھی ہوتا ہے کہ دنیا میں مسلمانوں کی تعداد دن بہ دن بڑھ رہی ہے، اگلے 15 سالوں میں تو دنیا کا ہر چوتھا انسان آبادی کے لحاظ سے مسلمان ہوگا، یہ سن کر تو یقیناً مسلمانوں کو ضرور خوشی ہوگی؛ لیکن انہیں یہ بھی سوچنا چاہیے کہ جس تیزی سے مسلم آبادی میں اضافہ ہورہا ہے، اسی رفتار سے اسلام کا بول بالا ہورہا ہے، یا نہیں؟ اور اسلام کا بول بالا اسی صورت سے ہوگا، جب مسلمان ایمان اور عمل صالح کے اعتبار سے زیادہ سے زیادہ اسلامی تعلیمات پر خود عمل کریں گے اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیں گے، پہلی امتوں میں تو نبی اور رسول آجایا کرتے تھے، جو اللہ کے بندوں کو اس کی طرف بلا کر اصلاحِ معاشرہ کا کام انجام دیتے تھے، نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرا کوئی نبی آنے والا نہیں، لہٰذا مسلمان اسلام کے اصولوں پر چلیں اور بہتر انسان و مسلمان بنیں، اس کے لیے بھی فکر و محنت ضروری ہے۔

یہ بھی اللہ کی رحمت ہے کہ مسلمانوں کی آبادی میں برابر کثرت ہورہی ہے؛ لیکن اسی کے ساتھ دین اسلام کی توسیع بھی ہونا چاہیے، مسلمان کے گھر میں آنکھ کھولنے والا ہر بچہ اسلامی تعلیمات حاصل کرے اور ایک اچھا مسلمان یا اچھا انسان بن کر دنیا کے سامنے آئے تو اس سے یہ دنیا زیادہ پر امن اور خوشیوں کا گہوارہ بن جائے گی، روپیہ، پیسہ اور دولت ہی سب کچھ نہیں اصل دولت شرافت، تہذیب، اخلاق، ہمدردی اور خدا کو پہچاننا، نیز اس کے نبی کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا ہے، یوروپ، امریکہ اور بعض ایشیائی ملکوں میں آج دولت کی کافی ریل پیل نظر آتی ہے؛ مگر ان ملکوں کے انسان سب سے زیادہ پریشان ہیں؛ کیوں کہ دولت و ثروت کی دوڑ نے اخلاقی قدروں کا جنازہ نکال دیا ہے اور انسانیت سسک رہی ہے، زندگی تو سوکھی پھیکی کھا کر بھی کٹ سکتی ہے؛ مگر اسلام اور اس کی زریں تعلیمات سے محروم ہوکر دولت مند انسان بھی خوش نہیں رہ سکتا۔

مسلمانوں کو اپنی آبادی کے اضافہ پر مطمئن و خوش نہیں ہونا چاہیے؛ بلکہ اس بات کی فکر کرنا ضروری ہے کہ اتنی بڑی آبادی اسلام کے اصولوں کی کس طرح علمبردار بنے اسی فکر و مقصد کے لیے دنیا میں مختلف صورتوں سے الگ الگ کام ہورہے ہیں، دعوت اصلاح و تبلیغ ان میں سب سے زیادہ آسان اور عملی کام ہے اور اس کے نتیجہ میں آج کروڑوں انسانوں کی زندگی کا دھارا بدل گیا ہے۔

معاشرتی بگاڑ کی دو اہم بنیادیں

مولانا مفتی محمد سلمان منصورپوری

اس وقت مسلم معاشرہ اور بالخصوص نئی نسل میں منکرات، معاصی، فضولیات اور بے حیائیاں بڑھتی جارہی ہیں اور عبادات سے بے رغبتی برابر روز افزوں ہے، اس صورت حال پر متنبہ کرنے کے لیے کوششیں بھی کی جاتی ہیں، جلسے، اجتماعات، تقریریں اور مواعظ اتنے ہورہے ہیں کہ شاید زمانہ سابق میں کبھی اتنے نہ ہوئے ہوں، مگر جب ساری جدوجہد کا ظاہری نتیجہ دیکھا جاتا ہے تو بہت معمولی نظر آتا ہے، آخر اس بے تاثیری کی اصل وجہ کیا ہے؟ کچھ ماڈرن لوگ تو جل بھن کر یہ کہہ دیتے ہیں کہ بھائی اب کہنے والوں میں خلوص ہی نہیں ہے، اسی وجہ سے اثر مفقود ہے، لیکن یہ ظاہر ہے کہ ہر واعظ کے متعلق یہ دعویٰ صداقت سے خالی ہے اور اپنی بلا دوسرے کے سر ڈالنے کے مترادف ہے، اس لیے کہ خلوص کا تعلق دل سے ہے، کسی کا دل چیر کر کس نے دیکھا ہے کہ کون پُر خلوص ہے اور کون خلوص سے عاری ہے، پھر تاثیر کا مدار محض خلوص پر ہی نہیں ہے، کیا انبیاء کرام سے زیادہ پُر خلوص کوئی ہوسکتا ہے؛ مگر ان کی قوموں کے حالات دیکھئے، قوم نوح، قوم عاد و ثمود، قوم لوط وغیرہ نے کس طرح اپنے انبیاء کی تکذیب کی اور ان کے پاک اور پُر خلوص پیغام کا اثر قبول نہ کیا، ہم یہ نہیں کہتے کہ وعظ کرنے والوں میں خلوص کی ضرورت نہیں، خلوص تو بہر حال ضروری ہے؛ لیکن خلوص کے باوجود اگر کوئی چیز ظاہری طور پر تاثیر میں رکاوٹ بن رہی ہو تو اسے بھی دور کرنا چاہیے؛ تاکہ خلوص اپنا اصلی رنگ دکھا سکے۔ اب سوال یہ ہے کہ ظاہری رکاوٹیں کیا ہیں، جنہیں دور کرنا ضروری ہے تو غور کرنے سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ تاثیر کی رکاوٹ اور مسلسل بگاڑ میں سب سے زیادہ دخل دو باتوں کو ہے: (۱) حرام آمدنی، (۲) بری صحبت۔

حرام آمدنی: حرام آمدنی جب پیٹ میں جاتی ہے تو اس کا خاصہ یہ ہے کہ طبیعت عبادت سے ہٹ جاتی ہے اور معصیت کی طرف راغب ہوجاتی ہے، اس آمدنی کے استعمال سے بڑی سے بڑی عبادتیں بارگاہ خداوندی میں نامقبول ہوجاتی ہیں، ایسے شخص کی دعائیں بالکل رد کردی جاتی ہیں، خواہ وہ کتنا ہی لجاجت اور تضرع سے مانگے اور جو بدن کا حصہ مال حرام سے پروان چڑھتا ہے، اسے جہنم کے عذاب کا مستحق بنا دیا جاتا ہے۔ اب غور کریں کہ آج کے معاشرہ میں حرام آمدنی کی کس قدر کثرت ہے، ہر شخص بس ''ھل من مزید'' کے چکر میں نظر آتا ہے اور یہ نہیں دیکھتا کہ حلال سے آرہا ہے، یا حرام سے۔ کتنے خاندان محض سود کے حرام پیسوں پر پل رہے ہیں، سرکاری ملازمتوں میں رشوت کا برسرعام چلن ہے، لاٹری اور جوئے کی کثرت ہے اور اس کے لیے طرح طرح کے عنوان تراش لئے گئے ہیں، علاوہ ازیں غصب، چوری، قرض لے کر روپیہ ہڑپ کر جانا، زمین جائیداد دبا لینا اور اپنی بہنوں کا حق وراثت مار لینا، یہ سب عام ہے، بڑے بڑے نمازی اور پرہیز گار سمجھے جانے والے لوگ بھی مالی معاملات میں احتیاط کے اعتبار سے صفر نظر آتے ہیں، لہٰذا ایسی حرام آمدنیوں والے معاشرہ میں کیا جانے والا وعظ وقتی طور پر تو اثر انداز ہوسکتا ہے؛ لیکن پائیدار اثر تو اسی وقت ہوگا جب کہ ان سوراخوں کو بند کیا جائے، جن سے آنے والے گندے پانی سے پورا گھر بدبودار ہوگیا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں شعور عطا فرمائے۔ آمین

بُری صحبت: بگاڑ کی دوسری بڑی بنیاد انسان کی بدکردار سوسائٹی ہے، جو شخص جس طرح کے لوگوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے، ویسا ہی رنگ اس پر چڑھ جاتا ہے، اچھے اور باعزت لوگوں میں بیٹھے گا تو باعزت کہلائے گا اور آبرو باختہ اور بے عزت ساتھیوں کے ساتھ رہے گا تو ذلیل اور رسوا ہوجائے گا، اسی بنا پر قرآن کریم اور احادیث طیبہ میں اچھی صحبت اختیار کرنے پر زور دیا گیا ہے اور برے لوگوں کے ساتھ رہنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا گیا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)